www.KitaboSunnat.com

کی پوجا کرنے پر مجبور کیا، ہم پہ ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے۔ جب ان کا ظلم انتہا سے بڑھ گیا تو ہم مجبور ہو کر آپ کے ملک کی طرف نکل آئے۔ ہمیں امید ہے کہ بادشاہ سلامت! آپ کے پاس ہم پر کوئی ظلم نہیں ڈھایا جائے گا۔

نجاشی نے کہا: کیا تمھارے پاس اللہ کی طرف سے آنے والے پیغام کا نمونہ ہے؟

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں!

نجاشی نے کہا کہ مجھے بھی پڑھ کر سناؤ تو سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کی ابتدائی آیات سنائیں۔ صورت حال یہ تھی کہ وہ آیات کی تلاوت کر رہے تھے اور ادھر نجاشی اور دربار میں موجود مذہبی راہنماؤں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ زار و قطار رونے سے سب کی داڑھیاں تر ہو چکی تھیں۔

نجاشی نے سورۂ مریم کی آیات سن کر کہا: بلا شبہ یہ پیغام اور جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پیغام لائے تھے ایک ہی طاقچے سے برآمد ہونے والے پیغام دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں کمال درجے کی مماثلت پائی جاتی ہے۔ پھر قریش کے دونوں نمائندوں کی طرف رخ کرتے ہوئے گرجدار آواز میں کہا: تم یہاں سے جا سکتے ہو اور اللہ کی قسم! میں ان اللہ والوں کو تمھارے سپرد نہیں کروں گا۔ یہ یہاں میرے معزز مہمانوں کی طرح رہیں گے اور میرے ملک میں انھیں ہر طرح کی سہولت مہیا کی جائے گی۔

جب وہ دونوں قریشی نمائندے دربار سے نکلے تو بڑے شرمندہ تھے۔ عمرو بن عاص نے اپنی خفت کو مٹانے کے لیے کہا کہ اللہ کی قسم! میں کل نجاشی کو ان کے بارے میں یہ بتاؤں گا کہ یہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو بندہ خیال کرتے ہیں۔ پھر (اگلے دن) دونوں قریش نمائندے دربار میں پہنچے اور نجاشی سے مخاطب ہو کر کہا کہ بادشاہ سلامت! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بارے میں بڑی عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں۔ نجاشی نے مہاجرین کی طرف پیغام بھیجا اور انھیں دربار میں بلا کر پوچھا کہ تمھارا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بارے میں کیا خیال ہے؟ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> ہم ان کے بارے میں وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو ہمیں ہمارے نبی علیہ السلام نے ان کے بارے میں بتایا ہے یعنی یہ کہ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور کلمہ تھے جو اللہ تعالیٰ نے پاک دامن مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نجاشی نے یہ بات سن کر جوش سے زمین پر ہاتھ مارا، ایک تنکا اٹھایا اور کہا: اللہ کی قسم! جو کچھ تم نے کہا ہے اس میں اور حقیقت میں اس تنکے کے برابر بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر نجاشی نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا:

تم میرے معزز مہمان ہو، تم امن وسکون سے رہو۔ تمھارا کوئی بال بیکا بھی نہیں کر سکے گا۔ جس نے تمھیں برا بھلا کہا وہ دھوکے میں ہے۔ کوئی اگر مجھے سونے کا پہاڑ دے کر کہے کہ تمھیں کوئی تکلیف دوں تو میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ تم میں کسی ایک کو بھی تکلیف دینا مجھے گوارہ نہ ہوگا۔

یہ صورت حال دیکھ کر قریش کے دونوں نمائندے اپنا سا منہ لے کر دربار سے نکل گئے۔ دونوں کے منہ لٹکے ہوئے تھے اور دونوں کے چہروں پر مایوسی چھائی ہوئی تھی۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ہم بڑے امن وسکون کے ساتھ وہاں قیام پذیر رہے۔ ہمیں وہاں رہنے کے لیے بہترین گھر اور بہترین ہمسایہ میسر تھا۔ [1]

حبشہ میں مہاجرین کی یہ ایک سنہری داستان ہے جو ہم نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وساطت سے سنی اور اس سے ہم نے بہت سے اسباق اور نصیحتیں حاصل کیں۔

ہم نے بچشم خود دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم کس قدر مہاجرین کے شامل حال رہا۔ دیار غیر میں اللہ تعالیٰ کی عنایات کس انداز میں سایہ فگن رہیں۔ انھوں نے کہا کہ بہترین گھر میں ایک بہترین ہمسائے کے پہلو میں خوش وخرم زندگی بسر کی لیکن ان کے دل مکہ معظمہ ہی کی طرف مائل تھے۔ ان کے دل ہر وقت اللہ کے گھر اور مکے کے باشندوں ہی کو یاد کرتے رہتے تھے۔ وہ دلی طور پر چاہتے تھے کہ اڑ کر جتنی جلدی ممکن ہو حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جائیں جنھوں نے ان کو جہالت کی تاریکیوں سے ہدایت، دین اور حق کے نور کی طرف نکالا تھا۔

مکہ معظمہ سے کوئی خیر خیریت کی خبر نہ آ رہی تھی جس سے پتہ چلے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ مکہ میں رہنے والے صحابہ کرام کے حالات کیسے ہیں؟ حبشہ میں مقیم مہاجرین

---

[1] مسند احمد (۱/ ۲۰۱، ۵/ ۲۹۰) السیرۃ النبویۃ (۱/ ۳۳۴، ۳۳۸) مجمع الزوائد (۶/ ۲۴، ۲۷)، البدایۃ والنہایۃ (۳/ ۷۲، ۷۵)، حلیۃ الاولیاء (۱/ ۱۱۶) رجال مبشرون بالجنۃ (۲/ ۱۰۴، ۱۱۱)، سیر اعلام النبلاء (۱/ ۴۳۰، ۴۳۲)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا دلی شوق یہ تھا کہ اپنے محبوب و مالوف وطن کی طرف لوٹیں اور احباب اور عزیز و اقارب سے ملیں۔ اس شوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر سیدنا عثمان بن عفان، ان کی بیوی سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ، ابوسلمہ، ام سلمہ، ان کے بچے اور مزید چند ایک مہاجرین رضی اللہ عنہم مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابوسلمہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما حبشہ سے مکہ معظمہ اس خیال سے پہنچے کہ اب وہ بقیہ زندگی اپنی قوم میں خوشحالی سے بسر کریں گے۔ لیکن اس کے برعکس ہوا یہ کہ شر پسند عناصر نے ان دونوں اور دیگر واپس آنے والے مہاجرین کو پکڑ لیا اور انھیں طرح طرح کی اذیتیں دینے لگے۔

سیدنا ابوسلمہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے دوبارہ حبشہ کی طرف لوٹ جانے کا ارادہ کر لیا لیکن ساتھ ہی انھیں پتہ چلا کہ بیعت عقبہ کے موقع پر حاضر ہونے والے انصار مدینہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ انھوں نے ارادہ کر لیا کہ ان کے پاس جانا چاہیے، وہاں ہمیں تحفظ حاصل ہوگا، اللہ کی مدد اور خوشحالی نصیب ہوگی۔

اب ہم دوسری مرتبہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی داستان سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زبانی سنتے ہیں۔ اس دردناک داستان سے سننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آیئے! اب ہم انھیں کی زبان مبارک سے یہ المناک داستان سنتے ہیں جس سے ان دونوں میاں بیوی کے باہمی تعلقات اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ والہانہ عقیدت اور صحابہ کرام کے ساتھ گہری وابستگی کا پتہ چلتا ہے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، ایمان کی بہاریں اور نور یقین

بیعت عقبہ اسلامی فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اس سے ان نوآموزان اسلام کے لیے آسانیاں اور کشادگی پیدا ہونے لگی جن کو ام القریٰ مکہ معظمہ میں طرح طرح کی اذیتوں کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ اس بیعت کے نتیجے میں معاشرتی یکجہتی کے آثار پیدا ہوئے۔ مسلمانوں کی قوت و شوکت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور دشمنان اسلام کے دلوں پر خوف طاری ہوا۔ اس بیعت سے رسول اللہ ﷺ کے دل میں مسرت و شادمانی کے جذبات پیدا ہوئے اور آپ اپنے صحابہ کرام سے اس مسرت کا اظہار کرتے ہوئے انھیں یثرب یعنی مدینہ منورہ انصار کے رہائشی مرکز کی طرف ہجرت کرنے کی خوش خبری دینے لگے کیونکہ یہ ان بہادروں اور شیر دل جوان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مردوں کی کچھار تھی جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر یہ عہد کرتے ہوئے بیعت کی تھی کہ ہم اس سے لڑیں گے جس سے رسول اللہ ﷺ کی لڑائی ہو گی اور اس سے صلح کریں گے جس کے ساتھ آپ کی صلح ہو گی۔ ہمارا جینا مرنا حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ہو گا۔ مدینہ منورہ میں انصار کے ہر گھر میں حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی رسالت کا تذکرہ ہونے لگا۔ مکہ معظّمہ میں ظلم وستم کی چکی میں پسنے والوں نے ہجرت کے لیے سوچنا شروع کیا تا کہ وہ اپنے دین اور جان کو محفوظ رکھتے ہوئے پرامن طریقے سے عبادت کر سکیں۔ انھوں نے دیکھا کہ مدینہ منورہ امن وسکون کا گہوارہ ہے اور یہ ایک ایسا محفوظ قلعہ ہے جس میں ان کے دل مطمئن ہوں گے اور مدینہ منورہ ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں وہ اپنے انصاری بھائیوں سے مل کر پرامن زندگی بسر کر سکیں گے۔

اہل ایمان ہجرت کی تیاری کرنے لگے۔ ہجرت اختیار کرنے والوں میں سرفہرست سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ تھے جن کو اس سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی سعادت بھی حاصل ہو چکی تھی، ان کے ساتھ ان کی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں لیکن اس دفعہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی جوانمردی، شجاعت اور پختہ ایمانی نے انھیں انگیخت کیا کہ اس دفعہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت چھپ کر نہ کی جائے بلکہ یہ سفر علی الاعلان ہو۔ یہ خیال ان کے ذہن میں اس لیے آیا کہ وہ بڑے بہادر جوانمرد اور مشہور ومعروف شہسوار تھے۔

انھوں نے ارادہ کیا کہ وہ چھپ کر ہجرت نہیں کریں گے، اس دفعہ ہجرت علانیہ کی جائے گی۔ ڈنکے کی چوٹ پر سب کے سامنے مقدس سفر پر روانہ ہوں گے۔ ان کی طبیعت تو کچھ اس طرح تھی کہ ''ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں۔'' انھوں نے اپنی قوم بنومخزوم کے سامنے ہجرت پر روانہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ وہی لوگ تھے جو انھیں اسلام قبول کرنے پر طرح طرح کے طعنے دیا کرتے تھے، آئے دن مذاق کرتے اور ایذا رسانی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے تھے۔ انھیں ترکی بترکی جواب دینے سے اسلام نے روک رکھا تھا اس لیے کہ اسلام کی نعمت سے سرفراز ہونے والے خوش نصیب لوگوں کو صبر وتحمل کا دامن تھامے رکھنے کی تلقین کی گئی تھی۔ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا شمار بھی ان خوش نصیبوں میں ہوتا تھا جنہیں ایمان قبول کرنے کے حوالے سے سبقت حاصل تھی۔

سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی طرف بیعت عقبہ ثانیہ سے تقریباً ایک سال پہلے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجرت کی۔ آپ کے ساتھ آپ کی عظیم المرتبت رفیقہ حیات ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جنہیں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آ کر انھیں وہ عالی مقام حاصل ہوا جو کسی خوش نصیب ہی کے حصے میں آتا ہے۔ اس طرح انھیں ایک مثالی اور قابل رشک خاتون ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ وہ بڑی صابر، وفادار، بہادر، پختہ عقائد سے آراستہ اور بلند اخلاق خاتون تھیں۔ لوگ ان کی خوبیوں کو بطور مثال بیان کیا کرتے تھے۔

آیئے! اب ہم ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زبانی دوسری ہجرت کی دلچسپ، دلآویز، ایمان افروز اور نور یقین سے معمور داستان سنتے ہیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی داستان سناتے ہوئے فرماتی ہیں:
جب ابوسلمہ (رضی اللہ عنہ) نے مدینہ منورہ کی طرف روانگی کا عزم کر لیا تو انھوں نے مجھے اپنے اونٹ پر بٹھایا۔ میری گود میں میرا بیٹا سلمہ بھی تھا۔ جب بنو مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کے آدمیوں نے ہمیں اونٹ پر سوار جاتے ہوئے دیکھا تو وہ راستے میں کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ کیا مذاق بنا رکھا ہے کہ تم ہماری بیٹی کو کبھی کدھر اور کبھی کدھر لیے پھرتے ہو۔ ہم تو تجھے اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ تم نے اگر آوارہ گردی کرنی ہے تو اکیلے کرتے پھرو۔ ہم اسے تمھارے ساتھ جانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ انھوں نے ابوسلمہ (رضی اللہ عنہ) سے اونٹ کی نکیل پکڑی اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ یہ صورت حال دیکھ کر ابوسلمہ (رضی اللہ عنہ) کا قبیلہ بنو عبدالاسد آگے بڑھا اور انھوں نے یہ کہتے ہوئے کہ: ہم اپنا بیٹا اس خاتون کے پاس نہیں رہنے دیں گے، سلمہ کو مجھ سے چھین لیا۔ یوں بنو عبدالاسد میرے بچے کو اپنے ساتھ لے گئے اور مجھے میرے قبیلے بنو مخزوم نے اپنے پاس روک لیا۔

میرے خاوند ابوسلمہ (رضی اللہ عنہ) اکیلے ہی مدینہ منورہ کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ کافروں نے میرے، میرے خاوند اور میرے بیٹے کے درمیان جدائی ڈال دی۔ میرا حال یہ ہو گیا کہ میں پل بھر میں اپنے خاوند اور پیارے لخت جگر سے جدا کر دی گئی۔ اس جدائی سے مجھ پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ میں تقریباً ایک سال تک میدان میں اس جگہ صبح کے وقت آ کر بیٹھ جاتی جہاں ہمارے گھر کا شیرازہ بکھرا اور شام تک جدائی کے غم میں آہ و زاری کرتی رہتی۔ میرا روزانہ کا یہ معمول تھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دن بنو مغیرہ میں سے میرے چچا کے بیٹے نے مجھے اس حالت میں دیکھ لیا تو اسے میری حالت زار پر ترس آ گیا۔ اس نے میرے قبیلے کے ارباب حل وعقد سے کہا کہ کیا تمہیں اس مسکین خاتون پر ترس نہیں آ رہا؟ کیا تم اس کی حالت کو دیکھ نہیں رہے؟ کہ یہ بیچاری اپنے خاوند اور بیٹے کے غم میں نڈھال ہوتی جا رہی ہے۔ کچھ شرم کرو، کچھ حیا کرو، کچھ ہوش کے ناخن لو۔ اگر اسی طرح سلسلہ رہا تو یہ بیچاری جدائی کے صدمے کی تاب نہ لاتے ہوئے ختم ہو جائے گی۔ اس کے کہنے سننے پر بڑوں کو ترس آیا تو انھوں نے مجھے ہجرت پر روانہ ہونے کی اجازت دے دی، میرا بیٹا بھی واپس کر دیا اور سفر کے لیے اونٹنی بھی مہیا کر دی اور میں اکیلی اس سفر پر روانہ ہو گئی، اللہ کی مخلوق میں سے کوئی بھی میرے ساتھ نہ تھا۔

وفاداری کا نکتہ عروج

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر بڑے بڑے جو حادثات گزرے ان سے ان کی ایمانی صداقت اور عزم و ہمت آشکار ہے۔ خاوند اور بیٹے کی جدائی، فراق کے مقام پر بیٹھ کر سال بھر آنسو بہانا اور روتے ہوئے صبح سے شام کر دینا کوئی معمولی نوعیت کا حادثہ نہیں تھا لیکن سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کمال صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حالات سازگار کر دیے اور تنگی کو کشادگی میں بدل دیا۔

اب ہم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سفر ہجرت کو تکمیلی مراحل تک پہنچاتے ہوئے بتاتے ہیں کہ انھوں نے کس جوانمردی اور ہمت کے ساتھ اعلیٰ درجے کی وفاداری کا ثبوت دیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نعمت سے سرفراز کیا وہ کس قدر عظیم لوگ تھے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس سفر کی روداد سناتے ہوئے عثمان بن طلحہ عبدری رضی اللہ عنہ کے حسن اخلاق کی تعریف کی جنھوں نے اس وقت ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن انھوں نے دوران سفر میں کس طرح بلندیٔ اخلاق اور شرافت کا ثبوت دیا۔ یہ گواہی ان کے حسن اخلاق، شرافت اور وفاداری پر دلالت کرتی ہے۔

فرماتی ہیں کہ جب میں مکہ سے ہوتے ہوئے مدینہ روانہ ہوئی، ابھی مقام تنعیم پر پہنچی ہی تھی کہ وہاں عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ ملا جو قبیلہ بنو عبدالدار میں سے تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: ابوامیہ کی بیٹی کہاں جا رہی ہو؟

میں نے کہا تمھارے میں مدینہ منورہ اپنے خاوند کے پاس جا رہی ہوں۔ اس نے کہا:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھارے ساتھ کوئی نہیں؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میرے ساتھ اللہ اور اس ننھے بچے کے علاوہ کوئی نہیں۔

اس نے کہا: اللہ کی قسم! تم کو یونہی چھوڑا نہیں جا سکتا۔

پھر اس نے آگے بڑھ کر اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور آگے آگے چل پڑا۔ اللہ کی قسم! سرزمین عرب میں میں نے کبھی کسی شخص کو اس سے بڑھ کر معزز اور شریف النفس نہیں دیکھا۔ جب وہ کسی پڑاؤ پر پہنچتا تو اونٹ کو بٹھا کر خود دور چلا جاتا، جب میں اونٹ سے اتر جاتی تو وہ اونٹ کو پکڑ کر کسی درخت سے باندھ دیتا، میں کسی ایک درخت کے سائے میں بیٹھ جاتی تو وہ دوسرے درخت کے سائے میں آرام کرنے کے لیے لیٹ جاتا، جب روانگی کا وقت ہوتا تو وہ اونٹ کو پکڑ کر میرے پاس لا کر بٹھا دیتا اور خود دور ہٹ جاتا اور مجھے کہتا کہ اونٹ پر سوار ہو جائیں، جب میں اونٹ پر سوار ہو جاتی تو وہ اس کی نکیل پکڑ کر پیدل چل پڑتا۔ وہ سارے سفر کے دوران میں اسی طرح کرتا رہا، یہاں تک کہ مجھے مدینے پہنچا دیا۔ جب اس نے قبا میں بنی عمرو بن عوف کی بستی کو دیکھا تو کہا: تیرا خاوند اس بستی میں رہائش پذیر ہے۔ میرے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ واقعی اسی بستی میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ اس نے مجھے کہا کہ اللہ کی برکت سے تم اس بستی میں چلی جاؤ اور خود وہ مکے کی طرف واپس چلا گیا۔ [1]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! جو مصیبت کے پہاڑ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان پر ٹوٹے کسی دوسرے خاندان کو اس قسم کے مصائب و مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس شریف الطبع شخص کی تعریف کرتی ہیں جس نے دوران سفر میں اعلیٰ کردار کا نمونہ پیش کیا۔ فرماتی ہیں کہ میں نے عثمان بن طلحہ کو کردار کے اعتبار سے بہت بلند پایا۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ وہ مدینہ منورہ کی طرف سوار ہو کر ہجرت کرنے والی پہلی خاتون تھیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کے ہمراہ مدینہ منورہ میں خوشگوار زندگی بسر کرنے لگیں۔ دونوں میاں بیوی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقویٰ کی غذا حاصل کرتے۔ اس دوران میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنی اولاد کی تربیت کی طرف

[1] السيرة النبوية (١/ ٢٦٩، ٢٧٠)، اسدالغابة (٦/ ٣٤٢)، زاد المعاد (٣/ ٤٩، ٥٠) الاصابة (٤/ ٤٣٩، ٤٤٠)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری طرح متوجہ ہوئیں اور بچوں کے دلوں میں حب الٰہی اور حب نبوی ﷺ کا جذبہ پیدا کیا۔ ان کے بچوں میں سے زینب، عمر، سلمہ اور دُرہ کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

جب غزوۂ بدر وقوع پذیر ہوا تو ان کے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ان بدری صحابہ کی فہرست میں شامل ہونے کے لیے روانہ ہوئے جنھیں اللہ تعالیٰ نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روئے زمین پر بسنے والے تمام لوگوں سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

ایک سال بیت گیا، مشرکین مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کرنے لگے۔ مسلمان میدان احد کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں مشرکین سے نبرد آزما ہوئے۔ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ لشکر محمدی کے وفادار سپاہی تھے۔ لڑائی کے دوران میں ابواسامہ جشمی نے تاک کر ان کے کندھے میں تیر دے مارا جس سے آپ زخمی ہو گئے اور جب مسلمان مدینہ منورہ لوٹ آئے تو سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ پورا ایک مہینہ علاج معالجہ کراتے رہے۔ ان کی زوجہ محترمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی خدمت گزاری اور علاج معالجے پر پوری توجہ دی تو آپ شفایاب ہو گئے۔ [1]

سیدنا شماس بن عثمان مخزومی رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں میدان احد سے مدینہ منورہ لایا گیا۔ بس جسم سے سانس کا رابطہ ابھی باقی تھا۔ ان کو ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لایا گیا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو کہنے لگی: میرے چچا کا بیٹا میرے علاوہ کسی اور کے پاس دیکھ بھال کے لیے لایا گیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: انھیں ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس لے جاؤ۔ وہاں جا کر وہ فوت ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ انھیں میدان احد کی طرف اٹھا کر لے جاؤ۔ وہاں انھیں انھی کپڑوں میں دفن کر دیا گیا جن کپڑوں میں انھوں نے وفات پائی تھی۔ ایک دن رات وہ زندہ رہے تھے اور اس دوران میں انھوں نے کچھ کھایا پیا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نہ ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور نہ ہی انھیں غسل دیا۔

مقبول دعا اور اچھا انجام

غزوہ احد کو بپا ہوئے دو ماہ کا عرصہ بیت گیا، رسول اللہ ﷺ تک یہ خبر پہنچی کہ بنو اسد مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لیے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ پسند کیا کہ ان کا مقابلہ ان کے گھروں ہی میں کیا جائے اور انھیں وہاں سے

[1] تهذيب الاسماء واللغات (٢/ ٣٦١، ٣٦٢)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکلنے کا موقع ہی نہ دیا جائے۔ اس مہم کو سر کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے ایک جگر گوشے کا انتخاب کیا تا کہ اسے لشکر اسلام کی قیادت سونپی جائے۔ وہ جوانمرد شہ زور بھلا کون ہوسکتا ہے؟

رسول اللہ ﷺ کی نظر انتخاب سیدنا ابوسلمہ مخزومی رضی اللہ عنہ پر پڑی تو انھیں ایک سو پچاس مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم پر مشتمل لشکر کا قائد بنا کر اس مہم کو سر کرنے کے لیے روانہ کیا گیا۔ اس لشکر میں ابوعبیدہ بن جراح اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما جیسی عظیم ہستیاں بھی موجود تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں بنو اسد پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ ہونے کا حکم دیا اور یہ وصیت کی کہ جب تم بنو اسد کے علاقے میں پہنچو تو ان پر اچانک حملہ کر دینا اور انھیں سنبھلنے کا موقع ہی نہ دینا۔

جیسا کہ آپ کو پہلے بتایا جا چکا ہے کہ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو غزوۂ احد میں گہرا زخم لگا تھا۔ وہ زخم اوپر سے تو مل چکا تھا لیکن اندر سے ابھی ہرا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے اور بڑی تیز رفتاری سے دشمن کی جگہ پر پہنچے، اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کو گھیرے میں لیا اور اہل ایمان کی تلواریں دشمنان دین کے پوروں کو کاٹنے لگیں۔ اہل ایمان نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور تیر دشمنوں کے دلوں میں پیوست ہونے لگے۔

مسلمانوں نے لڑائی میں جان توڑ حصہ لیا اور نتائج بہت عمدہ ان کے سامنے آئے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ معرکہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اور اس میں کامیابی و کامرانی غزوۂ احد میں پیش آنے والی شکست کا مداوا بن جائے گی، مدینہ منورہ کے گرد و نواح میں بسنے والے قبائل کے دلوں میں پھر سے مسلمانوں کی دھاک بیٹھ جائے گی جو غزوہ احد میں پیش آنے والی عارضی شکست سے ان کے دلوں سے ختم ہو چکی تھی۔

اس معرکے میں فتح یابی گویا مسلمانوں کی عزیمت اور رعب و دبدبے کو نئے سرے سے اجاگر کرنے کا باعث تھی۔ چنانچہ فضا مسلمانوں کے نعرۂ تکبیر سے گونج رہی تھی۔ امیر لشکر سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ تابڑ توڑ حملہ کر رہے تھے۔ مسلسل جدوجہد کی وجہ سے ان کا زخم دوبارہ کھل گیا۔ انھوں نے اس کی پروا نہ کی، یہاں تک کہ لشکر اسلام کو کامیابی حاصل ہوئی اور بکریوں، اونٹوں اور دیگر چوپاؤں کی صورت میں مال غنیمت ہاتھ لگا۔ وہ انھیں ہانک کر مدینہ منورہ لے آئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس معرکے میں ۹۲ دن لگے۔ ① مجاہدین ۸ صفر ۴ھ کو فاتح کی حیثیت سے مدینہ واپس آئے لیکن مجاہدین کے چہرے غم و اندوہ ترجمان اور آئینہ دار تھے اس لیے کہ لشکر اسلام کے امیر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیمار تھے۔ زخم نے انھیں نڈھال کر رکھا تھا۔ وہ اپنے اہل خانہ کے پاس اس حالت میں تھے کہ زخم کی شدت سے کراہ رہے تھے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دھڑکتے ہوئے دل سے ان کا استقبال کیا۔ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی حالت زار دیکھ کر قریب تھا کہ ان کی دلدوز چیخ نکل جاتی لیکن انھوں نے صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا اور سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بستر مرگ پر لیٹ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تیمار داری کے لیے تشریف لائے تو اس وقت وہ زندگی کے آخری سانس لے رہے تھے۔ آپ ان کے حق میں دعائے خیر کرنے لگے۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ یہ دعا کرتے ہوئے اللہ کو پیارے ہو گئے: الٰہی! میرے اہل کو اچھا نعم البدل عطا کرنا۔ یہ دعا کی اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بند کیں، پھر ان کے حق میں دعا کی اور نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی نماز جنازہ کے دوران میں آپ نے نو تکبیریں کہیں۔ صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ سے سہو ایسا ہوا ہے یا آپ بھول گئے؟ آپ نے فرمایا: نہ مجھ سے سہو ہوا ہے اور نہ بھولا ہوں، اگر میں ابوسلمہ (رضی اللہ عنہ) کی نماز جنازہ میں ہزار تکبیریں بھی کہتا تو یہ ان کا حق ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ یگانہ روزگار شخصیت کے مالک تھے اور یہ ان عظیم المرتبت لوگوں میں سے تھے جو زندگی کی حقیقت جانتے تھے۔ انھوں نے اپنی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ایک ایسی وصیت کی جس نے انھیں عورتوں کی سردار بنا دیا بلکہ انھیں ام المومنین بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ان کا ام المومنین کے درجہ پر فائز ہونا واقعی قابل رشک اعزاز تھا۔

قابل اعتماد تاریخی کتابوں میں یہ بات بیان ہوئی ہے کہ ایک دفعہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سرتاج ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ جنتی ہو اور عورت اس کے فوت ہو جانے کے بعد شادی نہ کرے تو جنت میں اللہ تعالیٰ پھر انھیں اکٹھا کر دے گا۔ آیئے! ہم معاہدہ کریں کہ اگر میں آپ سے پہلے مر جاؤں تو آپ شادی نہیں کریں گے اور اگر آپ پہلے مر گئے تو میں شادی نہیں کروں گی۔ یہ سن کر سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے

① السيرة الحلبية (۳/ ۱۵۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: کیا تم میری بات مانو گی؟ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہاں!

انھوں نے کہا: جب میں فوت ہو جاؤں تو تم شادی کر لینا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہوئے دونوں ہاتھ بلند کیے اور یہ دعا کی:

الٰہی! میرے بعد ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ایسا خاوند نصیب کرنا جو ان کو کوئی غم اور تکلیف نہ دے۔

بہرکیف سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بھلا ابوسلمہ (رضی اللہ عنہ) سے بہتر کوئی ہو سکتا ہے؟ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بیوہ ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ان کی حیران زندگی میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہیں بہتر شخصیت کی آمد ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے کو آپ کی آمد کا مقصد بتایا۔ جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا تو کہنے لگی: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دے دوں یا اپنے بال بچوں سمیت آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں؟ [1]

لیکن اللہ تعالیٰ نے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حقدار بنا دیا تھا کہ وہ امہات المومنین کی فہرست میں شامل ہوں اور وہ بھی اس قیمتی ہار کی لڑی بن کر پاکیزہ گھر کا فرد شمار ہونے لگے۔ ان کی اور ان کے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی دعاء کو شرف قبولیت حاصل ہوا اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی دعا نے جلد ہی حقیقت کا روپ دھار لیا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہ فوت ہو گئے تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اب کیا دعا مانگوں؟ تو آپ نے فرمایا: تم اس طرح دعاء کرو:

الٰہی! ہمیں اور انھیں بخش دے اور مجھے ان کا اچھا نعم البدل عطا فرما۔

میں نے اسی طرح دعا کی تو مجھے اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں بہتر نعم البدل عطا کر دیا۔ [2]

---

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۰۳) طبقات ابن سعد (۸/ ۸۸) ازواج النبی للصالحی (ص: ۱۴۹، ۱۵۰)۔

[2] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب ما یقال عند المریض رقم الحدیث (۹۱۹) جامع الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی تلقین المریض رقم الحدیث (۹۷۷) مسند احمد (۶/ ۲۹۱، ۳۰۶، ۳۲۲) مسند عبدالرزاق رقم الحدیث (۶۰۶۶) ابن ابی شیبة (۳/ ۲۳۶) ابوداؤد رقم الحدیث (۳۱۱۵) ابن ماجه رقم (۱۴۴۷) مسند ابو یعلی ←

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امہات المومنین کے پاکیزہ حلقے میں

سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے رب کو پیارے ہو گئے، ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں، اللہ تعالیٰ نے دونوں میاں بیوی کی دعا کو شرف قبول عطا کیا۔ سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عدت پوری کی، پھر اللہ کا حکم ہوا، تقدیر کا فیصلہ صادر ہوا اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا امہات المومنین کی فہرست میں شامل ہو کر خانۂ نبوی کا فرد بن گئیں۔

نئی تاریخی دستاویزات، سیرت کی کتابوں اور طبقات پر مشتمل کتابوں میں اس مبارک شادی کی تفصیلات کچھ اس طرح بیان ہوئی ہیں کہ جب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوئی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شادی کا پیغام دیا لیکن سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بڑی نرمی اور اچھے طریقے سے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شادی کا پیغام بھیجا تو انھیں بھی یہ جواب دیا کہ میں عمر رسیدہ ہوں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں لہٰذا میں معذرت چاہتی ہوں۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کا پیغام دیا تو سر سے پاؤں تک مسرت و شادمانی سے سرشار ہو گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریک حیات بننا کتنا بڑا اعزاز ہے، ام المومنین کی فہرست میں شامل ہونا کتنی خوش نصیبی ہے لیکن ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ آپ کے حبالۂ عقد میں پہلے سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما موجود ہیں اور دونوں نوجوان ہیں جبکہ میں عمر رسیدہ ہوں۔

یہ خیال آتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ آپ کا پیغام مجھے مل گیا ہے، یہ اعزاز میری خوش بختی ہے لیکن میں غصیل، عمر رسیدہ اور کثیر العیال عورت ہوں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، مزید یہ کہ میرے ورثاء میں ان کی دیکھ بھال کرنے والا بھی کوئی نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا پیغام سن کر ارشاد فرمایا: جہاں تک تمھارے غصے کا معاملہ ہے تو میں اللہ کے حضور دعا کروں گا جس سے تمھاری طبیعت کی یہ کیفیت بدل جائے گی۔ جہاں تک تمھارے عمر رسیدہ ہونے کا تعلق ہے تو میری عمر تم سے زیادہ ہے اور

← رقم (۶۹۶۴) نسائی رقم الحدیث (۱۸۲۶) ابن حبان رقم الحدیث (۳۰۰۵) طبرانی کبیر (۲۳/ ۲۳۷) مستدرک حاکم (۴/ ۱۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک بچوں کا تعلق ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کفالت میں آ جائیں گے۔

یہ باتیں سن کر انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا: میرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کرا دو۔ یہ مبارک شادی ماہ شوال ۴ھ میں ہوئی۔ [1]

جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی ہے تو بڑی غمزدہ ہوئیں۔ جب ان کے حسن و جمال کے بارے میں بتایا گیا تو غم میں اور زیادہ اضافہ ہوا۔ جب انھیں دیکھا تو انھیں اس سے کہیں زیادہ حسین وجمیل پایا جو انھیں بتایا گیا تھا۔

وہ سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئیں۔ ان دونوں کے باہمی تعلقات بڑے خوشگوار تھے اور وہ بڑی پکی سہیلیاں تھیں۔ انھیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شادی کے بارے میں بتایا اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ وہ بڑی پری پیکر ہیں۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ خیالات یونہی آپ کے دل میں رقابت کی بنا پر پیدا ہو رہے ہیں، کوئی ایسی خطرے کی بات نہیں۔ کیا ہوا اگر وہ خوبصورت ہے لیکن عمر رسیدہ بھی تو ہے۔ اس کا یہ حسن و جمال آخر کب تک باقی رہے گا؟ یہ باتیں سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دلی سکون آیا پھر ٹھنڈے دل سے سوچا کہ (سیدہ) حفصہ (رضی اللہ عنہا) ٹھیک ہی تو کہتی ہیں۔ [2] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھانپ لیا کہ وہ بڑی خود دار اور غصیل عورت ہیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا پاکیزہ خانہ نبوی میں

کیا خیال ہے، کیا اب ہم خانہ نبوی میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ابتدائی لمحات کا مشاہدہ نہ کر لیں؟

ابتدائی لمحات ہی میں خانہ نبوی میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے گھریلو کام کاج کرنا شروع کر دیا۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب کہتے ہیں کہ سرزمین عرب کی یہ بیوہ خاتون یعنی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سید المسلمین رسول مکرم ﷺ کے گھر مغرب کے وقت دلہن کے روپ میں داخل

---

[1] سنن النسائی کتاب النکاح رقم الحدیث (۳۲۵۶)، مسند احمد (۶/ ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۷)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۰۴، ۲۰۵) الاصابۃ (۴/ ۴۴۰) السیرۃ الحلبیۃ (۳/ ۴۱) المواھب اللدنیۃ (۲/ ۸۴) اسد الغابۃ (۶/ ۳۴۲) ازواج النبی للصالحی (ص۱۵۰، ۱۵۱)، الکامل لابن الاثیر (۲/ ۱۷۶)۔

[2] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۰۹) انساب الاشراف (۱/ ۴۲۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئیں اور رات کے آخری حصے میں وہ چکی پر آٹا پیس رہی تھیں۔ ①

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اس گھر میں یہ ابتدائی لمحات تھے جس گھر کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آلائش سے پاک کر دیا تھا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اس سے بڑھ کر اور کیا اعزاز ہو سکتا ہے؟ یہ تو سب سے بڑا شرف ہے جو ہماری اماں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو میسر آیا، علاوہ ازیں بہت سے ایسے واقعات وقتاً فوقتاً رونما ہوتے رہے جن سے ان کی فہم و فراست، ذہانت و فطانت اور معاملہ فہمی کا پتہ چلتا ہے۔

یہ عظیم المرتبت خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کرتی تھیں اور اس بات کا بڑا خیال رکھتی تھیں کہ کسی لمحے بھی آپ کی حکم عدولی نہ ہونے پائے۔

موطا امام مالک میں ایک روایت مذکور ہے جس سے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عمدہ رائے کا پتہ چلتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے حبالۂ عقد میں لیا تو آپ نے ان سے کہا کہ اگر تم چاہو تو سات دن تمھارے پاس رہوں اور سات دن اپنی دوسری بیویوں کے ہاں اور اگر چاہو تو یہ باری تین تین دن پر مشتمل ہو تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تین تین دن ٹھیک ہیں۔ ②

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خانہ نبوی میں ہر طرح کی سہولت دیکھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ شفقت سے پیش آتے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی گود میں چھوٹی بچی زینب تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے تو مسکراتے ہوئے فرماتے: ننھی زینب کہاں ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ننھی زینب کو محبت بھرے انداز میں گود لیتے اور اس کے ساتھ کھیلتے اور نہایت شفقت سے پیش آتے۔ ایک دن سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور ننھی زینب کو ان کی والدہ کی گود سے لیتے ہوئے کہا: اسے چھوڑیے! آپ اس کی وجہ سے

---

① طبقات ابن سعد (٨/ ٩٢) سیر اعلام النبلاء (٢/ ٢٠٥)۔

② صحیح مسلم کتاب الرضاع باب قدر ما تستحقه البكر رقم الحديث (١٤٦٠)، مسند احمد (٦/ ٢٩٢، ٣٠٧)، ابوداؤد رقم الحديث (٢١٢٢)، مسند ابو يعلى رقم الحديث (٦٩٩٦)، مسند عبدالرزاق رقم الحديث (١٠٦٤٤، ١٠٦٤٥)، ابن ابی شیبة (٤/ ٢٢٧)، مسند دارمی رقم الحديث (٢٢١٦)، ابن حبان (٤٠٦٥، ٤٢١٠)، طبرانی کبیر (٢٣/ ٥٩٢)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کو اذیت دے رہی ہیں اور اس کے لیے دودھ پلانے والی آیا کا انتظام کر دیا۔ ①

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول علیہ السلام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہوئیں اور اس طرح انھوں نے نبی کریم ﷺ کے نزدیک بڑا بلند مقام حاصل کر لیا۔ خاص طور پر جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے بہت زیادہ خدمت کے جذبے کو دیکھا اور آپ نے یہ محسوس کیا کہ وہ ہر لمحے میری خوشنودی کا خیال رکھتی ہیں اور اس پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دیتیں۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے دیگر امہات المومنین کے ساتھ گھل مل گئیں حالانکہ انھیں اپنی طبعی غیرت اور غصے کی بنا پر اندیشہ تھا کہ شاید دیگر گھریلو خواتین کے ساتھ شیر وشکر نہ ہو سکیں گی لیکن رسول اللہ ﷺ کی دعاء کی برکت سے ان کا غصہ جاتا رہا۔ ان کا دل پرسکون ہو گیا، انھیں اپنی سوکنوں سے کوئی شکوہ نہ رہا اور یہ دیکھ کر تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں کہ ان کی لخت جگر نور چشم زینب اپنے دور کی تمام خواتین سے بڑھ کر عالمہ فاضلہ کے مقام پر فائز ہوئیں۔

نبی کریم ﷺ کی خصوصی توجہ، تربیت اور برکت سے جب بھی ان کا نام لیا جاتا تو اس طرح لیا جاتا تھا: زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی پروردہ۔ ②

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زینب اپنے زمانے کی سب سے بڑی فقیہ خاتون تھیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اہل بیت میں سے

خواتین اہل بیت فضل وشرف، عظمت و برتری اور تقویٰ کے اعتبار سے عام خواتین کی مانند نہیں تھیں، اس لیے کہ انھیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا ساتھ نصیب کیا ہوا تھا، ان کا بڑا مقام تھا اور ان کے حق میں قرآن مجید میں آیات بھی نازل ہوئی تھیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝﴾ (الاحزاب: ۳۳/۳۳)

---

① طبقات ابن سعد (۸/ ۹۳)۔

② نسائی من عصر النبوۃ (۲/ ۱۸۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بلا شبہ اللہ چاہتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے آلائش ختم کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔''

زجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں اہل بیت سے مراد نبی کریم ﷺ کی بیویاں ہیں۔ایک قول یہ بھی ہے کہ اہل بیت سے مراد نبی کریم ﷺ کی بیویاں اور دیگر اہل خانہ ہیں۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ بظاہر آیت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت سے مراد بیویاں اور دیگر افراد خانہ ہیں۔

اہل بیت میں رسول اللہ ﷺ، سیدنا علی، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ جب مذکر مونث کا اکٹھا ذکر ہو تو الفاظ صرف مذکر بولے جاتے ہیں اور اس میں عورتیں بھی مراد ہوتی ہیں۔ اس آیت کریمہ میں اہل بیت کا اطلاق نبی کریم ﷺ کی بیویوں پر ہوتا ہے اس لیے کہ مخاطب وہی ہیں اور سیاق کلام بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ ①

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں جن کو مخاطب کیا ہے، اہل بیت کی عورتیں بھی مراد ہیں اور مرد بھی۔ اہل بیت کی تعریف کے حوالے سے بہت سے اقوال مذکور ہوئے ہیں۔سب سے بہتر قول یہ ہے کہ اہل بیت سے اولاد، بیویاں، سیدنا حسن، سیدنا حسین اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سب مراد ہیں کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کے گھر ہی میں پلے بڑھے ہیں۔ ②

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان عظیم المرتبت خواتین میں سے ہیں جن کا نام اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین رکھا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ﴾

(الاحزاب: ۳۳/ ۶)

''اللہ کے نبی مؤمنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور ان کی بیویاں مؤمنوں کی مائیں ہیں۔''

اہل ایمان کی ماں کا یہ مرتبہ بڑا بلند ہے جو انھیں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کی بنا پر ملا

---

① تفسیر القرطبی (۴/ ۱۸۳)۔

② تفسیر الکبیر للفخر الرازی (۲۵/ ۱۸۱)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس لیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ ارشاد فرمایا ہے:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ○ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ○﴾

(الاحزاب : ۳۳/ ۳۲-۳۴)

''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو کسی نامحرم سے نرم لہجے میں بات نہ کرو، ورنہ جس شخص کے دل میں مرض ہے وہ کوئی غلط توقع لگا بیٹھے گا۔ لہٰذا صاف سیدھی بات کرو اور اپنے گھروں میں قرار پکڑے رہو اور پہلے دور جاہلیت کی طرح زیب وزینت کی نمائش نہ کرتی پھرو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے اہل بیت! اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کرے اور تمھیں اچھی طرح پاک صاف بنا دے اور جو تمھارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی باتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں انھیں یاد رکھو، بلاشبہ اللہ بڑا باریک بیں ہے اور باخبر ہے۔''

یہ آیات کریمہ نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے بارے میں ہیں۔ [1] سیدنا عکرمہ رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ آیت کریمہ (اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ) ''بلاشبہ اللہ چاہتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے آلائش کو ختم کر دے۔'' یہ تو نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

سیدنا عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو اس کا انکار کرتا ہے میں اس کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

اسی لیے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ طہارت کا مقصود خانہ نبوی ہے۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۰۷، ۲۰۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ اللہ نے خانہ نبوی کو پاک کرنے کی نسبت اپنی ذات کی طرف کی ہے اور خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اے اہل بیت! اللہ تمہیں اچھی طرح پاک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

بلاشبہ یہ اہل بیت کا بہت بڑا شرف ہے جس سے ان کو نوازا گیا، اہل بیت کو دنیا کے تمام گھرانوں سے فضل وشرف میں برتر قرار دیا گیا۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ① یعنی:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۳)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت ازواج مطہرات کے اہل بیت میں شامل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ یہ نازل ہی ان کے حق میں ہوئی ہے۔ ② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس پر بہت عمدہ انداز میں تبصرہ کیا ہے جو ان کی اعلیٰ درجے کی فہم وفراست پر دلالت کرتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ آیت ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی یعنی اس کا سبب نزول امہات المومنین ہیں تو یہ درست ہے لیکن یہ کہنا کہ ان کے علاوہ دیگر اس حکم میں شامل نہیں تو یہ مؤقف محل نظر ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اہل بیت تو سورج کی مانند مشہور ومعروف ہیں۔ آپ کی ازواج مطہرات آپ کے خاندان کے پاکیزہ افراد میں سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس نے بھی قرآن مجید میں غور وتدبر کیا وہ اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ اس فرمان الٰہی:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۳)

میں ازواج مطہرات اس حکم میں داخل ہیں۔ کلام کا سیاق وسباق بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد یہ ارشاد فرمایا:

---

① مجمع الزوائد (۹/ ۱۶۸)۔

② تفسیر ابن کثیر (۳/ ۴۵۱)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ﴾

(الاحزاب: ۳۳/ ۳۴)

''اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمھارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی باتیں۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمھارے گھروں میں اپنے رسول مقبول علیہ السلام پر جو کتاب وسنت کے احکامات نازل کیے ہیں ان پر تم عمل کرو اور اس نعمت کو یاد کرو کہ تمھیں تمام لوگوں میں کتنا بڑا شرف عطا فرمایا ہے۔ تمھارے گھروں میں وحی نازل ہوتی ہے جبکہ یہ اعزاز دوسرے لوگوں کو میسر نہیں آیا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تمام ازواج مطہرات میں یہ خصوصیت بھی حاصل ہوئی کہ وحی ان کے بستر میں نازل ہوئی، یہ شرف کسی اور ام المومنین کو نصیب نہیں ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو بڑا بلند مقام نصیب ہوا۔ انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوئی اور انھیں آپ کے گھر میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی باتیں نازل ہوتی رہیں۔ یہ بھی ان کا بہت بڑا نصیب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریک حیات بننے کا شرف عطا کیا۔ یہ بات تو بالکل واضح ہے اور ہر کوئی جانتا ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت میں سے ہیں بلکہ ان کو تو سب سے پہلے اہل بیت ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

علامہ قاسمی رحمہ اللہ اپنی عمدہ تفسیر میں لکھتے ہیں: جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہا پلا اور بڑھا وہ اہل بیت ہے۔ [1]

علامہ ابوسعود رحمہ اللہ اہل بیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے بالکل دوٹوک انداز میں واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اہل بیت میں سے ہیں۔

علامہ قاسمی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ لوگوں میں یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ آل محمد سے مراد کون لوگ ہیں؟ پھر انھوں نے اس سلسلے میں بہت سے اقوال بیان کیے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ کی آل ہیں کیونکہ بخاری ومسلم میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم دی کہ تم مجھ پر اور میری آل پر درود بھیجو۔

---

[1] تفسیر القاسمی (۳/ ۲۵۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور درود کے یہ الفاظ حدیث میں مذکور ہیں:

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ)) ①

"الٰہی! رحمت نازل فرما سیدنا محمد ﷺ پر، آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر۔"

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بیوی ان کی آل اوران کے اہل بیت میں سے ہے۔

لوط علیہ السلام کی بیوی ان کی آل اور اہل بیت میں سے ہے۔

تو سیدنا محمد ﷺ کی بیویاں آپ کے اہل بیت میں سے کیوں نہیں ہوں گی؟

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ آپ کے اہل بیت میں سے تھیں۔ اگر وہ اہل بیت میں شامل نہ ہوتیں تو انھیں اہل بیت کے نام سے پکارا نہ جاتا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات آپ کے اہل بیت میں سے تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اچھی طرح پاک کر دیا ہے۔ ہماری اماں جان سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنی سوکنوں کے سامنے اس بات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ یہ آیت کریمہ ان کے گھر میں نازل ہوئی، اس سلسلے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ شرف حاصل تھا کہ ان کے گھر میں بھی قرآنی آیات نازل ہوئیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ آپ کو گھر میں نماز پڑھتے ہوئے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما نے دیکھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، وہ اس طرح کہ کپڑے کے دونوں کنارے دونوں کندھوں پر ڈال رکھے تھے۔ ②

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، ربانی اور نبوی بشارت کی حامل

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اتنے فضائل ومحاسن ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ علیم وخبیر کی جانب سے اعلیٰ درجے کی خوبیاں خاص طور پر انھیں عطا کی گئی ہیں۔

---

① صحیح البخاری کتاب الدعوات باب ھل یصلی علیٰ غیر النبی ﷺ رقم الحدیث (۶۳۶۰)۔ مسلم کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبی ﷺ رقم الحدیث (۴۰۷)، مسند احمد (۵/ ۴۲۴)، ابوداؤد رقم الحدیث (۹۷۹)، ابن ماجہ رقم الحدیث (۹۰۵) مسند ابو عوانۃ رقم الحدیث (۲۰۳۹)، طبرانی اوسط رقم الحدیث (۱۶۷۳)۔

② انساب الاشراف (۲/ ۴۳۰)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت مسلمہ کے بعض افراد کی توبہ کے احکامات وحی کے ذریعے اس وقت نازل ہوئے جبکہ رسول اللہ ﷺ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔

ایک دفعہ ایسے ہوا کہ غزوۂ بنو قریظہ میں رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کے یہودیوں کو ان کی بے اعتدالی کی وجہ سے قلعہ بند کر دیا اور حکم یہ دیا کہ جب تک اللہ و رسول کا حکم نہ ہو ان کو قلعے سے باہر نکلنے کی اجازت نہ دی جائے۔ یہودیوں نے یہ مطالبہ کر دیا کہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا جائے، ہم ان سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔ ابولبابہ رضی اللہ عنہ جب وہاں پہنچے تو ان کے مرد، عورتیں اور بچے جمع ہو گئے اور سب نے زار و قطار رونا شروع کر دیا جنہیں دیکھ کر ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا دل نرم پڑ گیا اور انھیں قلعے سے باہر آنے کی اجازت دے دی۔

اسی لمحے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو محسوس ہوا کہ انھوں نے انھیں اجازت دے کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ بہت شرمندہ اور خوف زدہ ہوئے۔ بار بار اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنے لگے۔ ندامت، خوف اور غم کے ملے جلے احساسات سے انتہائی پریشان رہنے لگے، ضمیر انھیں کچوکے دینے لگا اور وہ انتہائی تکلیف دہ صورت حال سے دوچار ہوئے۔ ایک یہودی عالم نے ان کی حالت زار دیکھ کر کہا کہ اے ابولبابہ! آپ کو کیا ہوا؟

انھوں نے کپکپاتے اور گھگھیاتے ہوئے کہا کہ میری دنیا لٹ گئی، میں تباہ ہو گیا، میں شرمندہ ہوں، میں نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے، میرا کیا بنے گا، ہائے میں برباد ہو گیا۔

آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ شرمندگی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا سامنا نہ کیا، سیدھے مسجد نبوی کا رخ کیا۔ گرمی بڑی شدید تھی لیکن قلب و جگر میں جو آگ سلگ رہی تھی اس کی تمازت بہت زیادہ تھی۔ یہی فکر کھائے جا رہی تھی کہ میں نے اللہ اور رسول علیہ السلام کی خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ یہی احساس انھیں بار بار ڈس رہا تھا۔ یہی تکلیف ان کے لیے ناقابل برداشت تھی، ابولبابہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور جو ستون ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے سامنے تھا اس کے ساتھ لپٹ گئے اور زنجیر سے اپنے آپ کو باندھ لیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خود نبی کریم ﷺ یہ منظر دیکھ کر حیران ہوئے کہ یہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کیا کیا ہے؟ انھوں نے اپنے آپ کو ستون کے ساتھ کیوں باندھ رکھا ہے؟ ان کے دل پر بڑا گہرا اثر تھا۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ یہ سب کچھ ہم کیا دیکھ رہے ہیں؟ تو وہ کہنے لگے کہ میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت تک کھانا کھاؤں گا نہ پانی پیوں گا جب تک اللہ میرے کیے ہوئے گناہ کو معاف نہ کر دے۔

ابولبابہؓ چند دن اسی حالت میں ہے، صرف نماز اور حاجات ضروریہ کے لیے ستون سے الگ ہوتے اور فارغ ہو کر پھر وہیں آ جاتے۔ انھیں یقین تھا کہ اللہ میری حالت زار دیکھ کر ضرور ترس کھائے گا اور مجھے معاف کر دے گا کیونکہ میرا اللہ غفور ورحیم ہے۔

ایک رات جبکہ رسول اللہ ﷺ ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ کے گھر تھے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ (التوبہ : ۹/ ۱۰۲)

"کچھ دوسرے لوگ ہیں جنھوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا ہے، ان کے کچھ اچھے اور کچھ برے عمل ہیں، امید ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کر لے کیونکہ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات سحری کے وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہنس رہے ہیں۔

میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ آج خلاف معمول ہنس رہے ہیں، کیا وجہ ہے؟

آپ نے فرمایا: اللہ نے ابولبابہ کی توبہ کو قبول کر لیا ہے اور اس سلسلے میں وحی نازل ہوئی ہے۔

میں نے عرض کی: کیا ابولبابہ کو یہ خوش خبری نہ سنا دوں؟

آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے، اگر چاہتی ہو تو اسے بتا دو، کوئی حرج نہیں۔

سیدہ ام سلمہ ؓ دروازے پر تشریف لائیں۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ پردے کا حکم ابھی نازل نہیں ہوا تھا۔ فرمایا: ابولبابہ! خوش ہو جاؤ، تیری توبہ قبول ہو گئی ہے۔

سیدہ ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ یہ سنتے ہی لوگ تیزی سے دوڑ کر ان کے پاس آئے ان کی زنجیر کو کھولا، انھیں مبارکباد دی۔ انھوں نے لوگوں سے کہا کہ مجھے ہاتھ نہ لگانا، مجھے سرکارِ دو عالم ﷺ خود آ کر آزاد کریں گے تو میرے بھاگ جاگ جائیں گے۔ یہ بات جب رسول اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ صبح کی نماز کے لیے وہاں سے گزرتے ہوئے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اپنے دست مبارک سے زنجیر کو کھولا۔

مسلمان موحدین اللہ کے گھروں میں اس آیت کی تلاوت کرنے لگے جو ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی بریت اور رہائی کے بارے میں نازل ہوئی تھی:

﴿ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ (التوبہ: ۹/ ۱۰۲)

''کچھ دوسرے لوگ ہیں جنھوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا۔ وہ ملے جلے عمل کرتے رہے کچھ اچھے اور کچھ برے۔ امید ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کر لے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''[1]

غزوۂ تبوک میں تین صحابہ کرام لشکر سے پیچھے رہ گئے، وہ کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم تھے۔

جب ان کی توبہ کے بارے میں وحی نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿ وَّعَلَي الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُھُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ ﴾

(التوبہ: ۹/ ۱۱۸)

''اور ان تینوں کو بھی اس نے معاف کیا جن کے معاملے کو ملتوی کر دیا گیا تھا جب کہ زمین اپنی ساری وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو چکی تھی اور ان کی جانیں بھی ان پر بھاری ہونے لگیں اور انھوں نے یقین کر لیا کہ اللہ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں تو اللہ ان کی طرف پلٹا تا کہ وہ اس کی طرف پلٹ آئیں۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

قرآن نے ان لوگوں کی حالت کی منظر کشی کی ہے جو غزوہ تبوک میں لشکر سے پیچھے رہ گئے تھے۔ انھیں اپنی لغزش پر اتنا غم ہوا کہ زمین اپنی فراخ دامنی کے باوجود انھیں تنگ محسوس

[1] تاریخ الاسلام للذہبی (ص ۳۱۲، ۳۱۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے لگی اور وہ اس قدر مضطرب، بے چین، پریشان اور غمگین تھے کہ انھیں رہنے کے لیے زمین بڑی تنگ محسوس ہونے لگی۔ ان کے دل مارے غم کے سکڑ چکے تھے، مسرت وشادمانی کے لمحات یکسر ختم ہو چکے تھے۔ [1] ان تین افراد میں سے ایک فرد سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کی لشکر اسلام سے پیچھے رہنے کی روداد بیان کرتے ہیں جو احادیث کی کتابوں میں بیان ہوئی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے والد عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کعب سے سنا اور یہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ وہی ہیں جو غزوہ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام سے پیچھے رہ گئے تھے اور ان کے ساتھ دو ساتھی اور تھے، بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول کر لیا تھا۔

تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں دو جنگوں کے علاوہ کسی جنگ میں لشکر اسلام سے پیچھے نہیں رہا، ایک غزوہ بدر اور دوسرے غزوۂ تبوک۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت مبارک ہوتی تھی کہ جب بھی آپ کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرتے اور پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔ اس دفعہ جب آپ لشکر اسلام کے ساتھ غزوہ تبوک سے واپس آئے، مسجد میں دو رکعت نماز ادا کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مجھ سے اور میرے دو ساتھیوں کے ساتھ کلام کرنے سے منع کر دیا۔ لوگوں نے ہم سے بات چیت کرنا چھوڑ دیا۔ میرے لیے یہ صورت حال بڑی سنگین تھی۔ مجھے سب سے زیادہ یہ فکر دامن گیر تھی کہ اگر اسی حالت میں میری موت آ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری نماز جنازہ بھی نہیں پڑھیں گے۔

صورت حال یہ تھی کہ مدنی معاشرے میں کوئی شخص بھی مجھ سے بات چیت کرنے کا روادار نہ تھا، نہ کوئی مجھے سلام کہتا۔ زمین میرے لیے تنگ ہو چکی تھی، حالات بڑے کٹھن ہو چکے تھے، بہرحال اللہ تعالیٰ کو ہماری حالت زار پر ترس آیا، ہماری توبہ کے بارے میں رات کے آخری پہر وحی نازل ہوئی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے۔ وہ اس اعتبار سے ہماری محسنہ ہیں کہ ان کے گھر وہ وحی نازل ہوئی جس میں ہماری توبہ قبول ہونے کی نوید تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کعب بن مالک

---

[1] تفسیر الکشاف للزمخشری (۲/ ۲۱۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(رضی اللہ عنہ) کی توبہ کو قبول کر لیا گیا ہے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا یہ خوش خبری کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو نہ سنا دوں؟ آپ نے فرمایا: اگر اس وقت تم نے یہ بات بتا دی تو لوگ ٹوٹ پڑیں گے یہاں جمگھٹا لگ جائے گا جس سے باقی رات تم سو نہیں سکو گی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھائی تو ہماری اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ قبول ہونے کا اعلان کیا۔ ①

یہ اعزاز بھی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو میسر آیا کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توبہ کی قبولیت کے حوالے سے جو وحی نازل ہوئی وہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر نازل ہوئی۔ میں اور میرے ساتھی ان کے احسان مند ہیں۔

اس میدان میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں۔ فتح مکہ کے دنوں میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن امیہ بن مغیرہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی، ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی اذیت پہنچائی تھی اور یہ دونوں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قریبی عزیز تھے اور دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار تھے۔ ایک آپ کے چچا کا بیٹا تھا اور دوسرا پھوپھی کا بیٹا تھا۔

یہ دونوں مکہ اور مدینہ کے مابین ایک جگہ پر پہنچے، یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ دونوں نے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ہماری سفارش کر دیجیے، ہم آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: اے اللہ کے رسول! ایک آپ کے چچا کا بیٹا ہے۔ اور دوسرا پھوپھی کا بیٹا ہے، آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ کیا ہرج ہے اگر آپ اجازت دے دیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے ان سے ملنے کی کوئی ضرورت نہیں! میرے چچا کے بیٹے نے میری عزت پامال کی ہے اور میرے پھوپھی کے بیٹے نے مکہ میں

① صحیح البخاری کتاب الوصایا باب اذا تصدق رقم الحدیث (۲۷۵۷) صحیح مسلم کتاب التوبة باب حدیث توبة کعب بن مالك رقم الحدیث (۲۷۶۹)، ترمذی رقم الحدیث (۳۱۰۱)، ابوداؤد رقم الحدیث (۴۶۰۰)، نسائی رقم الحدیث (۷۳۲) مسند احمد (۳/ ۴۵۴، ۴۵۶، ۴۵۹، ۴۶۰)، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث (۹۷۴۴)، تاریخ الاسلام للذہبی (ص ۶۵۳، ۶۵۸)، سیرة النبویة (۴/ ۱۸۰، ۱۸۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے خلاف بڑی باتیں کی ہیں جس سے مجھے دلی کوفت ہوئی ہے۔

ابوسفیان بن حارث نے یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: یا تو آپ مجھے اجازت لے دیں یا میں اپنے بچوں کو لے کر جنگل کی طرف نکل جاؤں گا اور وہاں بھوکا پیاسا مر جاؤں گا۔

جب یہ بات حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپ کا دل نرم ہو گیا اور انھیں ملاقات کی اجازت دے دی۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور ملاقات کے دوران میں دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ان دونوں کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے بے انتہا خوشی ہوئی۔ ①

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا لوگوں کے لیے اس طرح کی سفارشیں اور بشارتیں زندگی بھر مہیا کرتی رہیں اور یہ ان کا ایک تاریخی کارنامہ ہے۔

اس طرح ان کا ایک بھائی مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گیا تھا۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو اس پر آپ ناراض تھے اور آپ اسے ڈانٹ پلا رہے تھے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس وقت آپ کا سر مبارک دھو رہی تھیں، ڈانٹ ڈپٹ سن کر کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میری بھی کیا زندگی ہے آپ میرے بھائی سے ناراض ہیں؟ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں نرمی پیدا ہو چکی ہے تو انھوں نے اپنی خادمہ کو بھیجا کہ جاؤ! میرے بھائی کو بلا لاؤ، وہ حاضر ہوا اور درد بھرے انداز میں معذرت پیش کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی معذرت قبول کر لی اور آپ ان سے راضی ہو گئے اور انھیں معاف کر دیا اور انھیں کندہ کا عامل بنا دیا۔ وہ اپنے فرائض ادا کرنے کے لیے ابھی روانہ نہیں ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور آپ کی وفات کے بعد وہ عامل کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ ②

غرض کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس میدان میں بڑی ممتاز دکھائی دیتی ہیں یہ چیز ان کے دل

---

① زاد المعاد (۳/ ۴۰۰)، تاریخ الاسلام للذہبی (ص ۵۳۶)، الکامل فی التاریخ لابن الاثیر (۲/ ۲۴۳)۔

② الکامل فی التاریخ لابن الاثیر (۲/ ۳۷۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی صفائی اور ذاتی شرافت کی بہت بڑی علامت ہے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور جہاد فی سبیل اللہ

اسلام ایک آسان ضابطہ حیات ہے اس میں کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دی گئی۔ اس اعتبار سے اس نے عورت کو میدان جنگ میں اتر کر قتال کا حکم نہیں دیا، اس کی کمزوری کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے ذمے وہی کام لگائے ہیں جن کو وہ بخوبی نباہ سکتی ہے مثلاً: زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا، انھیں پانی پلانا یا ان کے لیے کھانا مہیا کرنا وغیرہ۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے ساتھ ساتھ جہاد کا شرف حاصل کرنے کا بھی موقع ملا اور یہ بہت سے غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک سفر رہیں۔

غزوہ مریسیع، غزوہ خیبر، فتح مکہ، طائف کے محاصرہ، غزوہ حنین اور حجۃ الوداع میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں۔

غزوات کے دوران میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایسے قابل قدر کارنامے سرانجام دیے کہ تاریخ کے صفحات میں سنہری حروف کے ساتھ لکھنے کے قابل ہیں۔ صلح حدیبیہ میں بھی انھوں نے جو رائے دی اس سے ان کی کرامت، عمدگی، رائے، ثقاہت اور فقاہت کا پتہ چلتا ہے کہ شرعی امور پر ان کی گہری نظر تھی۔

مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ معظمہ میں بڑے امن و امان کے ساتھ داخل ہوئے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ جب اگلے دن صبح کی نماز ختم ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے اپنا خواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو بتانے لگے۔ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے غور سے سننے لگے۔ سب ہی بڑے خوش تھے، اس لیے کہ انھیں فتح بہت قریب دکھائی دے رہی تھی بلکہ انھیں فتح کا یقین حاصل ہو چکا تھا، اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب مانند وحی ہوتے ہیں اور وہ برحق ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی خواب دیکھتے تو صبح کی روشنی کی طرح اس کی تعبیر بھی کھل کر سامنے آ جاتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کی ادائیگی کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ کے ہمراہ آپ کی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی روانہ ہوئیں۔ ان کے علاوہ دیگر مسلمان خواتین میں سے ام عمارہ مزنیہ، ام منیع انصاریہ، ام عامر اشہلیہ اور چند دیگر خواتین رضی اللہ عنہن بھی عمرے کی ادائیگی کے لیے شریک سفر ہوئیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی روانہ ہوئے۔ سب نے عمرے کے لیے احرام باندھا۔ یہ اللہ والوں کا قافلہ جب صحرا کو عبور کر رہا تھا تو دل کی گہرائیوں سے تلبیہ پکارنے لگے اور سب مل کر باآواز بلند کہنے لگے:

((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لاَ شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لاَ شَرِيْكَ لَكَ))

”حاضر ہیں، الٰہی ہم حاضر ہیں، حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، ہم حاضر ہیں، بلاشبہ ہر قسم کی تعریف اور نعمت تیری ہے اور ملک بھی تیرا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔“

قریش نے یہ صورت حال دیکھ کر سر اٹھایا اور مسلمانوں کو عمرے کی ادائیگی سے روک دیا۔ پھر اس کے بعد مسلمانوں اور مشرکین کے مابین صلح کی بات چیت شروع ہوئی اور یہ بالآخر صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب اس سفر پر روانہ ہوئے تھے تو انھیں اپنی فتح کا یقین تھا۔ اس لیے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا خواب بھی سن لیا تھا، انھیں اپنی فتح میں کوئی شک نہیں تھا اور ان کا خیال یہ تھا کہ اب ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی لیکن جب صلح کی بات اختتام پذیر ہوئی جس کی روشنی میں بغیر عمرہ ادا کیے مسلمانوں نے مدینہ منورہ واپس جانا تھا تو یہ صورت حال دیکھ کر تمام مسلمان حیران و پریشان ہوئے کہ یہ کیا ہو گیا!!!؟

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا تھا تو مجھے اس کے برحق ہونے میں کوئی شک وشبہ نہ تھا لیکن صلح حدیبیہ کے موقع پر میرے دل میں شک پیدا ہوا اور میں نے عرض کی:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ: اے اللہ کے رسول! کیا آپ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟

رسول اللہ ﷺ: کیوں نہیں! میں اللہ کا سچا نبی ہوں!

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ: کیا ہم حق پر اور دشمن باطل پر نہیں ہے؟

رسول اللہ ﷺ: بالکل! ہم حق پر ہیں اور دشمن باطل پر!

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ: تو پھر ہماری جھولی میں ذلت و رسوائی کیوں ڈالی جا رہی ہے؟

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ: میں اللہ کا رسول ہوں، میں اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتا، وہ میرا مددگار ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ: کیا آپ نے ہمیں یہ نہیں بتایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے؟

رسول اللہ ﷺ: کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال یہ سعادت حاصل ہو جائے گی؟

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ: نہیں!

رسول اللہ ﷺ تم بیت اللہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔

(سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور میں نے کہا)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ: اے ابوبکر! کیا یہ برحق نبی نہیں ہیں؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ: کیوں نہیں! یہ واقعی برحق نبی ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ: پھر یہ ذلت و رسوائی ہماری جھولی میں کیوں ڈالی جا رہی ہے؟

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ: اے مرد ذی وقار! وہ اللہ کے رسول ہیں، وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ تم مرتے دم تک ان کی رکاب سے چمٹے رہو۔ اللہ کی قسم! وہ حق پر ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کیا انھوں نے ہمیں یہ نہیں بتایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ تو ٹھیک ہے لیکن کیا آپ نے یہ بھی بتایا تھا کہ ہم اسی سال یہ سعادت حاصل کریں گے؟

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نہیں!

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تم بیت اللہ ضرور جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ [1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس دن کوئی کسی قسم کا شک باقی نہ رہا، انھیں یہ گمان ہو چلا تھا کہ یہ مشرکین کے مقابلے میں کچھ نقصان ہوا ہے اور ہمیں ہمارا حق نہیں ملا حالانکہ ہم غالب آنے والے ہیں اور ہم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے والے ہیں، ہم اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کا دامن کبھی نہیں چھوڑتے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور انھیں

[1] تاریخ الاسلام للذہبی (ص ۳۷۱، ۳۷۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: سب اپنے اپنے جانور ذبح کرو اور اپنے سر منڈوا دو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی بات سن رہے ہیں، آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں، لیکن کوئی بھی آپ کے حکم کی تعمیل کے لیے آگے نہ بڑھا۔

آپ نے دوبارہ حکم دیا: اٹھو! اپنے اپنے جانور ذبح کرو پھر اپنے سر منڈواؤ۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی نہ اٹھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے پریشان ہوئے، آپ اپنے خیمے میں آ کر پریشانی سے لیٹ گئے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا بات ہے؟ آپ پریشان دکھائی دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے سب لوگوں کو حکم دیا کہ جانور ذبح کر دیں اور اپنے سر منڈوا لیں، سب نے میری بات کو سنا، میری طرف دیکھتے رہے لیکن عمل کسی نے نہیں کیا۔ میں نے انھیں بار بار حکم دیا لیکن انھوں نے میرے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ سب میری بات سنتے رہے اور میری طرف دیکھتے رہے۔ مجھے یہ صورت حال دیکھ کر بڑی پریشانی ہوئی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ سبھی آپ کے حکم کی تعمیل کریں؟

آپ نے فرمایا: ہاں! میری یہی دلی خواہش ہے۔ انھوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کریں کہ آپ باہر تشریف لے جائیں، کسی سے کوئی بات نہ کریں۔ آپ اپنا جانور ذبح کر دیں پھر سر مونڈنے والے کو حکم دیں کہ وہ آپ کا سر مبارک مونڈ دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نیزہ پکڑا، خیمے سے باہر نکلے، اور بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر نیزہ اپنی قربانی کے اونٹ کے حلق میں اتار دیا۔ قربانی دے کر آپ سرخ چمڑے کے خیمے میں داخل ہوئے اور خراش بن امیہ بن فضل حزامی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اس نے آپ کا سر مونڈا۔

جب لوگوں نے دیکھا تو سب اٹھے سب نے اپنے اپنے جانور قربان کیے۔ اس کے بعد سب ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے۔ [1] اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے نجات پا گئے۔ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی رائے کی برکت سے ایک بہت بڑا مسئلہ آسانی سے حل ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس موقف نے ام المومنین سیدہ

---

[1] صحیح البخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجهاد رقم الحدیث (۲۷۳۲)، طبرانی کبیر (۲۰/ ۱۴، ۱۶)، سنن کبریٰ للبیهقی (۹/ ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳)، مسند احمد (۴/ ۳۲۳، ۳۲۶)، البدایة والنهایة (۴/ ۱۷۶)، زادالمعاد (۳/ ۲۹۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد دلا دی۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اس کارنامے کو تاریخ کبھی بھی بھلا نہیں سکے گی اور خاص طور پر جب بھی صلح حدیبیہ کا ذکر کیا جائے گا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اس کارنامے کو بھی یاد کیا جائے گا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ایک یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ انھوں نے سیدنا جبریل علیہ السلام کو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں دیکھا۔ ①

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، انھوں نے آپ کے ساتھ باتیں کرنا شروع کر دیں پھر وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تو اللہ کے نبی علیہ السلام نے کہا: ام سلمہ! جانتی ہو کہ یہ کون تھے؟

انھوں نے کہا: یہ دحیہ کلبی (رضی اللہ عنہ) تھے۔

فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! مجھے ہو بہو وہی لگے لیکن وہ درحقیقت جبریل علیہ السلام تھے۔ ② ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ایک اعزاز یہ بھی حاصل ہے کہ ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک محفوظ تھے اور انھیں مہندی لگی ہوئی تھی۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی فصاحت و بلاغت

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ایک تھیں جن کے مقام و مرتبہ کو تاریخ نے یاد رکھا اور ان کی حکمت بھری باتوں کو محفوظ کیا اور یہ ان خواتین میں سے ایک تھیں جو پڑھنا جانتی تھیں لیکن لکھنا نہیں جانتی تھیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی فصاحت و بلاغت قرآن حکیم کی مرہون منت تھی کیونکہ قرآن مجید فصاحت و بلاغت کا سرچشمہ ہے اور علم بیان کا شیریں چشمہ ہے۔ پھر ان کی فصاحت و بلاغت کلام نبوت کی خوشہ چین تھی، جس نے ادب نبوی سے غذا حاصل کی تھی۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا قریش کی چندگنی چنی فصاحت و بلاغت سے آراستہ خواتین میں سے ایک تھیں۔ کبھی کبھار وہ اعلیٰ درجے کے شعر بھی کہتی تھیں۔ ایک دفعہ انھوں نے اپنے چچا کے بیٹے ولید بن مغیرہ کا مرثیہ کہا جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

---

① شذرات الذهب (۱/ ۲۸۰)۔

② صحيح البخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة رقم الحديث (۳۶۳۳)، صحيح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب فضائل ام سلمة رضی اللہ عنہا رقم الحديث (۲۴۵۱)، تاريخ الجامع للاصول (۳/ ۳۸۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَا عَيْنُ فَابْكِي لِلْوَلِيدِ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ
قَدْ كَانَ غَنًا فِي النيدن رحمةً فِينَا وَمِيرَةً
ضَخْمَ الدَّسِيعَةُ مَاجِدٌ يُسَمُّو إِلَى طَلَبِ الْوَتِيرَةِ
مِثْلُ الْوَلِيدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَبِيَ الْوَلِيدَ كَفَى الْعَشِيرَةِ

نبی کریم ﷺ نے جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اشعار سنے تو فرمایا کہ تم پیار سے ولید کہتی ہو۔ اس کا نام عبداللہ لیا کرو۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جو خط بھیجا جبکہ وہ جنگ جمل کے لیے روانہ ہونے والی تھیں وہ خط سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی فصاحت و بلاغت کا شاہکار ہے۔

خط کچھ اس طرح تھا:

''نبی کریم ﷺ کی بیوی ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف سے ام المومنین عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں!

میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتی ہوں جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ کو یہ معلوم ہوتا کہ عورتیں جہاد کی متحمل ہو سکتی ہیں تو وہ ضرور آپ کو اس کا حکم دیتا۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ انھوں نے دین میں اضافے سے منع کیا ہے؟

دین کا ستون اگر جھکنے لگے تو خواتین اس کو ثابت نہیں کر سکتیں۔

اگر دین کا ستون گرنے لگے تو خواتین اسے کھڑا نہیں کر سکتیں۔

عورتوں کا جہاد پردے میں رہتے ہوئے ان دینی فرائض کو سرانجام دینا ہے جس کا انھیں مکلّف قرار دیا گیا ہے۔

یوں آپ کا لشکر کے ساتھ جگہ جگہ جانا مناسب نہیں۔

قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے بھی پیش ہونا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے کہا گیا کہ اے ام سلمہ! جنت میں داخل ہو جا تو مجھے اس حجاب کے بغیر رسول اللہ ﷺ سے ملتے ہوئے حیا محسوس ہو گی جس حجاب کو اختیار کرنے کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ! آپ کے گھر کا آنگن آپ کا قلعہ ہے اور آپ امت مسلمہ کی سب سے بڑی خیر خواہ ہیں۔'' ①

گزشتہ صفحات میں آپ نے ہجرت کا واقعہ پڑھا ہوگا ① اور اس میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی فصاحت و بلاغت کی جھلک دیکھی ہوگی۔ جب انھوں نے نجاشی کے بارے میں تفصیلات بیان کیں تو بہترین الفاظ کے موتی پرو دیے۔ انھوں نے اپنی گفتگو کے دوران میں یہ ادبی جملہ بھی استعمال کیا کہ:

((اَقَمْنَا عِنْدَهٗ بِخَيْرِ دَارٍ مَعَ خَيْرِ جَارٍ))

''یعنی ہم بہترین گھر میں بہترین ہمسائے کے ہمراہ اس کے پاس ٹھہرے رہے۔''

انھوں نے یہ بھی کہا:

((اَمِنَّا عَلٰى دِيْنِنَا وَعَبَدْنَا اللّٰهَ تَعَالٰى لَا نُؤْذٰى وَلَا نَسْمَعُ شَيْئًا نَكْرَهُهٗ))

''ہمارا دین محفوظ ہو گیا، ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگے، نہ ہمیں تکلیف دی جاتی اور نہ ہمیں کوئی ناپسندیدہ بات سننی پڑتی۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے کلام سے علم و فقاہت کے چشمے پھوٹتے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ نبوت کے چشمے سے علم و عرفان کا پانی اچھل اچھل کر باہر آ رہا ہے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے درج ذیل کلام پر غور کریں کہ کس قدر اس میں فصاحت و بلاغت کی چاشنی ہے۔

فرماتی ہیں:

((مَنْ خَرَجَ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَمْ اَخْرُجْ اَشِرًا وَلَا بَطَرًا وَلَا رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً وَلٰكِنِّيْ خَرَجْتُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ وَاتِّقَاءَ سَخَطِكَ فَأَسْئَلُكَ بِحَقِّكَ عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِكَ اَنْ تَرْزُقَنِيْ مِنَ الْخَيْرِ اَكْثَرَ مِمَّا أَرْجُوْ وَتَصْرِفَ عَنِّيْ مِنَ الشَّرِّ أَكْثَرَ مِمَّا اَخَافُ اُسْتُجِيْبَتْ لَهٗ بِاِذْنِ اللّٰهِ)) ②

① اعلام النساء (۵/ ۳۲۵)، بلاغات النساء (ص ۱۱)۔

② العقد الفريد (۳/ ۲۲۴)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو اپنے گھر سے اللہ کی اطاعت میں نکلے اور یہ کہے کہ الٰہی! میں کسی تکبر، اکڑ، ریا کاری یا شہرت کی غرض سے نہیں نکلا، میں تو تیری خوشنودی حاصل کرنے اور تیری ناراضی سے بچنے کے لیے نکلا ہوں۔ میں تمام مخلوق پر جو تیرا حق ہے اس کے ذریعے تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے اس سے زیادہ خیر عطا فرما جو میں امید رکھتا ہوں، اور اس سے زیادہ شر سے بچا جس سے میں ڈرتا ہوں (جو بھی یہ دعاء کرے گا) تو اللہ کے حکم سے اس کی دعاء کو قبول کر لیا جاتا ہے۔''

جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور فرمانے لگیں:

((رَحِمَكِ اللّٰهُ وَغَفَرَلَكِ وَعَرَّفَنِيكِ فِي الْجَنَّةِ)) ①

''اللہ تم پر رحمت و مغفرت نازل فرمائے اور مجھے جنت میں تمھاری معرفت عطا فرمائے۔''

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی فصاحت و بلاغت کی بہت سی مثالیں ان کی سیرت میں جا بجا ملتی ہیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا حدیث کی راویہ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کی روایت کے حوالے سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ روایت احادیث کے اعتبار سے امہات المومنین میں صرف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان سے آگے نظر آتی ہیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے احادیث کو زبانی یاد کیا، دینی مسائل اور شرعی امور میں انھیں درجہ کمال حاصل ہوا بلکہ ان کا شمار فقیہ صحابیات میں ہوتا تھا۔ ① بعض شرعی احکام، دینی معاملات اور فتاویٰ میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور خاص طور پر جن مسائل کا تعلق مسلم خواتین کے ساتھ ہوتا، مثلاً: رضاعت اور طلاق کے مسائل وغیرہ، وہ ان سے دریافت کیے جاتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی بعض مسائل سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرتے تھے۔ ②

① انساب الاشراف (۱/ ۴۲۰)۔ ② سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۰۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کے مبارک دور میں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فتویٰ حاصل کیا جاتا تھا ان میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سرفہرست تھیں۔ جن کا فتویٰ عہد نبوت میں بھی چلتا تھا، وہ عظیم المرتبت ۱۳ صحابہ کرام تھے اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان میں سرفہرست شمار کی جاتی تھیں۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

1. سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔
2. سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔
3. سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔
4. سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔
5. سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔
6. سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔
7. سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ۔
8. سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔
9. سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔
10. سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔
11. سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔
12. سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔
13. سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ۔ [2]

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ درج ذیل صحابہ کرام بھی اس فہرست میں شامل ہیں:

1. سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ۔
2. سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ۔
3. سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔
4. سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ۔

---

[1] زاد المعاد (۲/ ۷۸)۔

[2] الاحکام فی اصول الاحکام (۲/ ۸۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ۔

⑥ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ۔

⑦ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ۔ ①

ام المومنین سیدہ ام سلمۃ رضی اللہ عنہا سے ۳۷۸ احادیث مروی ہیں جو ان کو زبانی یاد تھیں۔
بخاری اور مسلم میں ان سے ۲۹ روایات مروی ہیں۔
تیرہ احادیث متفق علیہ ہیں۔
صرف بخاری میں تین اور صرف مسلم میں تیرہ مروی ہیں۔ ②
سنن اربعہ اور مسانید میں بھی ان سے مروی احادیث مذکور ہیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ③

جن لوگوں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی ہے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ صحابہ کرام میں سے سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا ابوسعید خدری اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہم ہیں اور صحابیات میں سے ام المومنین سیدہ عائشہ اور ان کی بیٹی سیدہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کا نام آتا ہے اور اسی طرح سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کبار تابعین نے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے جن میں سے سعید بن مسیّب، مجاہد، عطا بن ابی رباح، سلیمان بن یسار اور عروہ بن زبیر رحمہم اللہ ہیں اور تابعیات میں سے بہت سی خواتین نے بھی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ان میں خیرہ ام الحسن بصری، ہند بنت حارث فراسیہ، صفیہ بنت شیبہ اور صفیہ بنت محصن وغیرہ ہیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے درج ذیل حدیث مروی ہے جسے روایت کرنے کا ہند بنت حارث الفراسیہ کو شرف حاصل ہوا جو کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں میں سے تھی کہتی ہیں:

((كَانَ يُسَلِّمُ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ فَيَدْخُلْنَ بُيُوتَهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

① الاحکام فی اصول الاحکام (۲/ ۸۹)۔
② المجتبی من المجتنی لابن الجوزی (ص۹۳)۔
③ تهذيب التهذيب (۱۲/ ۴۵۶)، نساء من عصر التابعين (۱/ ۱۵۹، ۱۶۷)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَنْصَرِفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ)) ①

''رسول اللہ ﷺ سلام پھیرتے تو عورتیں پلٹ کر اپنے گھروں میں داخل ہو جاتیں، اس سے پہلے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا رخ پھیرتے۔''

شیخین نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے درج ذیل حدیث روایت کی ہے:

((عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لِيْ اَجْرٌ فِيْ بَنِيْ اَبِيْ سَلَمَةَ اُنْفِقُ عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا اِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ قَالَ ﷺ نَعَمْ لَكِ اَجْرُمَا اَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ)) ②

''ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! ابوسلمہ کے بچوں پر خرچ کرتی ہوں، کیا مجھے اس کا اجر وثواب ملے گا جبکہ وہ میرے بچے بھی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جو تو نے ان پر خرچ کیا تجھے اس کا اجر ملے گا۔''

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے درج ذیل روایت بھی مروی ہے جسے آپ کی بیٹی زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث کتب صحاح، سنن اور مسانید میں مذکور ہے:

((عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاَنْتُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ وَلَعَلَّ اَحَدَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِيَ نَحْوَمَا اَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ اَخِيْهِ مِنْهُ شَيْئًا فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ)) ①

''ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں ایک انسان ہوں، تم میرے پاس اپنے جھگڑے لاتے ہو۔ شاید تم میں سے کوئی دلائل بیان کرنے میں زیادہ چرب زبانی سے کام لے اور میں سن کر

---

① صحیح البخاری کتاب الاذان باب مکث الامام فی مصلاۃ رقم الحدیث (۸۵۰)۔

② صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب الزکاۃ علی الزوج رقم الحدیث (۱۴۶۷)، صحیح مسلم کتاب الزکاۃ رقم الحدیث (۱۰۰۱)، مسند ابویعلی رقم الحدیث (۷۰۰۸)، مسند احمد (۶/ ۲۹۲)، سنن البیہقی (۷/ ۴۷۸)، طبرانی کبیر (۲۳/ ۴۹۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے حق میں فیصلہ دے دوں۔ جس کے لیے اس کے بھائی کے حق سے کسی چیز کا فیصلہ دے دوں تو گویا جہنم کا ٹکڑا کاٹ کر اس کو دیتا ہوں۔"

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا منقول ہے جسے حافظ ابویعلی نے شہر بن حوشب کے حوالے سے روایت کیا ہے:

((قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا اَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا كَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ كَانَ اَكْثَرُ دُعَائِهٖ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَكْثَرَ دُعَاكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ قَالَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ آدَمِيٍّ اِلَّا وَقَلْبُهٗ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَقَامَ وَمَاشَاءَ اَزَاغَ)) ①

"میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اے ام المؤمنین! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس ہوتے تو اکثر کون سی دعا پڑھتے؟ انھوں نے کہا کہ آپ کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی: يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ "اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر مضبوط کر دے۔" کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کی اکثر دعا يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ ہوتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اے ام سلمہ! ہر آدمی کا دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔ جسے (جب) اللہ چاہتا ہے اسے سیدھا رکھتا ہے اور جسے (جب) چاہتا ہے اسے ٹیڑھا رکھتا ہے۔"

اسی طرح سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر کی دعا بھی منقول ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لیے روانہ ہونے لگتے تو یہ کہتے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ اَنْ أَزِلَّ أَوْاَضِلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ

① ترمذی کتاب الدعوات باب دعاء یا مقلب القلوب رقم الحدیث (۳۵۲۲)، مسند ابویعلی رقم الحدیث (۶۹۵۰)، مسند احمد (۶/ ۳۱۵)، ابن ابی شیبة (۱۰/ ۲۰۹)، طبرانی کبیر (۷۷۲، ۷۸۵)، تحفة الاشراف (۱۳/ ۱۲)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ)) ①

''الٰہی! میں تیرے حضور پناہ چاہتا ہوں کہ رسوا ہوں، یا گمراہ ہوں، یا ظلم کروں، یا ظلم کیا جاؤں، یا نادان ہوں، یا مجھے نادان سمجھا جائے۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت بیان کی ہے جس کا تعلق اہل بیت سے ہے:

((قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ أَهِلُّوْ يَا آلَ مُحَمَّدٍ بِعُمْرَةٍ فِيْ حَجٍّ)) ②

''اے آل محمد! حج میں عمرے کا احرام باندھا کرو۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بہت سی احادیث، احادیث کے ذخیرے میں ملتی ہیں۔ ان سب کا یہاں احاطہ ممکن نہیں۔ سیدہ ام سلمہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے علمی فضل و شرف کو اجاگر کرنے کے لیے اتنا ہی ذکر کر دینا کافی ہے جو علامہ بلاذری رحمہ اللہ نے محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

((كَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَحْفَظْنَ مِنْ حَدِيْثِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم كَثِيْرًا وَلَا بِمِثْلِ عَائِشَةَ وَ أُمِّ سَلَمَةَ)) ②

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث زبانی یاد کیا کرتی تھیں لیکن عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سب سے فوقیت رکھتی تھیں۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عمر اسّی سال سے تجاوز کر گئی۔ انھوں نے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا زمانہ دیکھا اور ان کی زندگی یزید بن معاویہ رحمہ اللہ کے دور تک لمبی ہو گئی۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے۔ ان کی زندگی پر علم اور حدیث کی روایت کا غلبہ رہا۔

اسلام کے ابتدائی دور میں انھیں فقہی مرجع کا درجہ حاصل تھا اور ان کی رائے کو بڑی

---

① ابو داؤد کتاب الادب باب ما یقول اذا خرج من بیته رقم الحدیث (۵۰۹۴)، سنن النسائی کتاب الاستعاذة، ح: (۵۴۸۸)، سنن ابن ماجة رقم الحدیث (۳۸۸۴)،

② مسند احمد (۶/ ۲۹۷)، طبرانی کبیر (۲۳/ ۹۲/ ۷)، سنن البیهقی (۴/ ۳۵۵)۔

③ انساب الاشراف (۴/ ۴۱۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہمیت دی جاتی تھی۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سب امہات المومنین کے آخر میں فوت ہوئیں۔ یہ ان عمر رسیدہ صحابیات میں سے تھیں جن کی عمر اسّی سال سے تجاوز کر گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد سے راضی تھے۔ ان کا گھر صحابہ کرام، تابعین عظامؒ اور نگر نگر کے علماء کے علمی اور فقہی مرکز کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔

ابن ابی خیثمہ اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا زندہ تھیں۔ جب انھیں آپ کی شہادت کی خبر ملی تو غشی طاری ہوگئی۔ اس واقعے کا دل پر بہت گہرا اثر ہوا اور اس واقعے کے تھوڑے ہی دن بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

یہ ۶۱ھ کا واقعہ ہے۔ جب یہ اللہ کو پیاری ہوئیں اس وقت یزید بن معاویہ کی حکومت تھی۔ بعض کا کہنا ہے کہ انھوں نے ۹۰ سال کی عمر پائی اور بعض کا خیال ہے کہ انھوں نے ۸۴ سال کی عمر پائی۔ ① جب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا وفات پانے لگیں تو انھوں نے یہ وصیت کی کہ میری نماز جنازہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ ان کی قبر میں ان کے دو بیٹے عمر اور سلمہ کے علاوہ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی امیہ اور عبداللہ بن وہب بن زمعہ اترے اور ان کو جنت البقیع میں امہات المومنین کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ ②

یہاں یہ بتانا مناسب ہے کہ امہات المومنین میں سب سے پہلے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں، ان کی وفات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی اور ازواج مطہرات میں سب سے آخر میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں۔ اس وقت یزید بن معاویہ کا دور حکومت تھا۔ ③ اللہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے راضی ہو اور انھیں پاکیزہ اہل بیت میں شامل ہونے کا اعزاز بخشے اور انھیں اہل تقویٰ میں شامل فرمائے۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

---

① سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۰۲)، ازواج النبی للصالحی (ص۱۵۸)، المحبر (ص۹۹) شذرات الذهب (۱/ ۲۸۰) تلقیح فهوم الاثر (ص ۴۴۵)۔

② المواهب اللدنية (۲/ ۸۵)، تلقیح فهوم الاثر (ص۲۱)، زاد المعاد (۱/ ۱۱۴)۔

③ السمط الثمين (ص:۱۱۰) مجمع الزوائد (۹/ ۲۴۵، ۲۴۶)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ازواج واولاد کا خاکہ

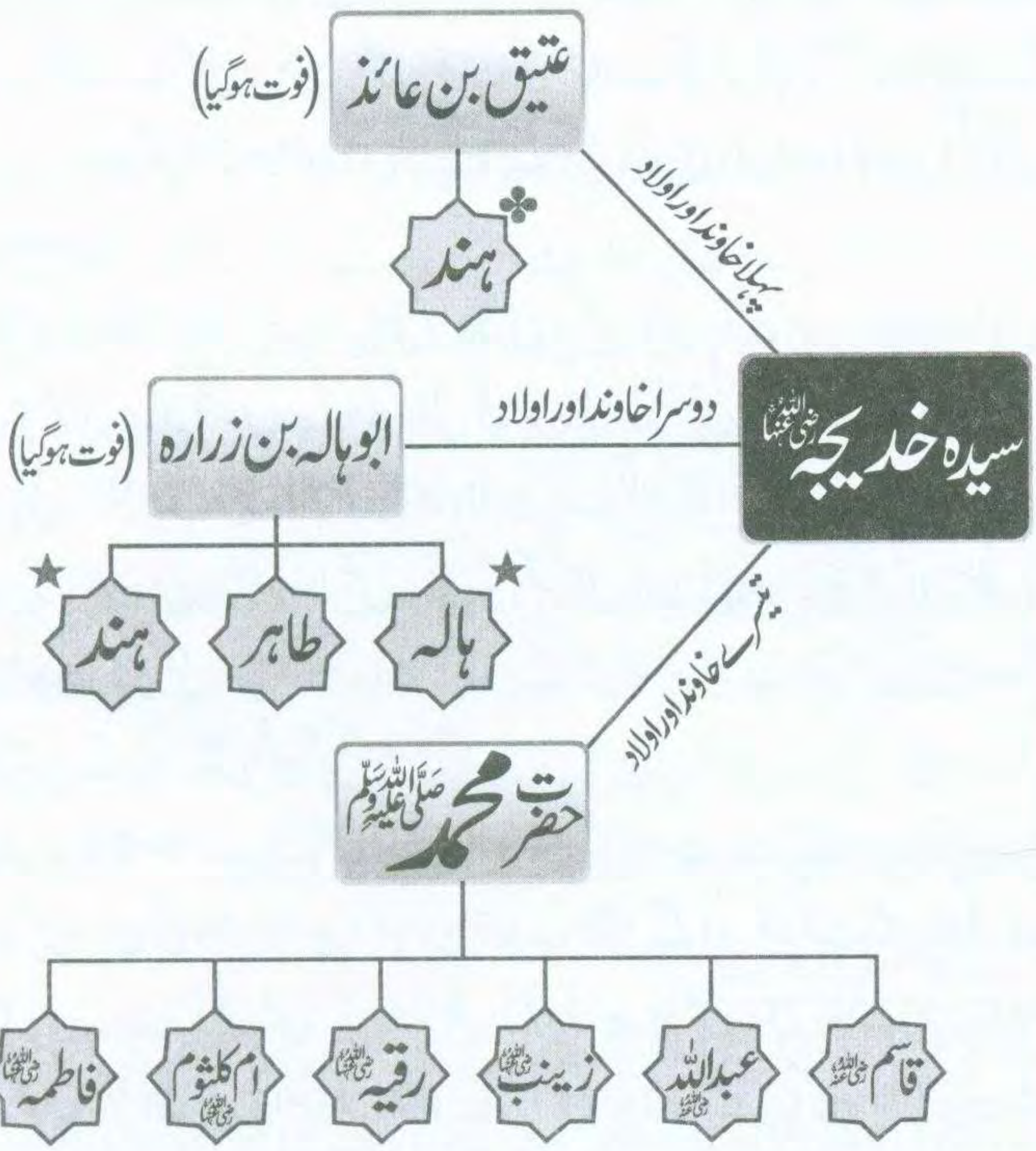

جونام مرد وعورت دونوں کے رکھے جاتے تھے ان میں مرد وعورت کا فرق واضح کرنے کے لیے مرد کے نام کے ساتھ ★ اور عورت کے نام کے ساتھ ✤ کا نشان لگایا گیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7

خواتین اہل بیت

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ زوجہ مطہرہ کی پُرنور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- اس بابرکت خاتون کی داستان قرآن میں وارد ہوئی ہے جس میں اسے مومنہ کے لقب سے یاد کیا گیا ہے اور اس کے سبب پردے کی آیت نازل ہوئی۔
- یہ قریش کی بلند مرتبہ خواتین میں سے تھیں۔ نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ خود اپنے ہاتھ سے کماتیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتیں۔
- اللہ نے انہیں یہ نادر خصوصیت بھی عطاء کی کہ رسول اللہ ﷺ ان کے سرتاج اور رفیق حیات تھے۔
- یہ عظیم المرتبت خاتون عابدہ، زاہدہ، روزہ دار شب زندہ دار، منکسر المزاج، اللہ کے حضور گریہ وزاری کرنے والی اور کثرت سے صدقہ وخیرات کرنے والی تھیں۔
- یہ جلیل القدر خاتون حدیث بھی روایت کرنے والی تھیں۔ انہوں نے ۵۳ سال عمر پائی اور ۲۰ ہجری کو وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانیت کو گمراہی سے بچانے اور اسے ذلت و رسوائی کی اتھاہ گہرائیوں سے نکالنے کے لیے اسلام کا پیغام آیا تا کہ انسانیت آفتاب رسالت کی ضوفشاں کرنوں سے فیض یاب ہو کر زندگی کی پر بہار فضا میں آزادانہ سانس لے۔

پیغام اسلام کے ضمن میں کلمہ الٰہیہ کا روشن چراغ ہے جو نوع بشریت کو باآواز بلند پکار کر یہ کہہ رہا ہے کہ تم اپنے اس رب کی عبادت کرو جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے رب کے حکم کی تعمیل کے لیے کمربستہ ہوئے جب کہ اس وحی کی صورت میں آپ کو ایک حکم دیا گیا:

﴿ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۝ ﴾ (الشعراء: ۲۶/ ۲۱۴)

''اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔''

حبیب مصطفیٰ ﷺ نے اپنے رشتہ داروں کو ہدایت ربانیہ کے نور کی طرف دعوت دینا شروع کر دی اور ان کو ہاتھوں سے پکڑ کر فتوحات رحمانیہ کے نور کی طرف لے جانے لگے۔ رشتہ داروں میں سے ان چند لوگوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا جن کی آنکھیں اللہ نے کھول دی تھیں اور وہ اس پیغام پر ایمان لائے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔

ان قریبی شخصیات میں ایک ایسی خاتون نمایاں ہوئی جو صدقہ و خیرات کرنے اور نیکی کے کاموں کو سرانجام دینے میں سب سے سبقت لے جانے والی تھی۔ اسے ان خواتین میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا جو ہر میدان میں سبقت لے جانے والی تھیں، پھر اسے ان امہات المومنین کی فہرست میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آلائش سے پاک کر دیا تھا اور جس گھر میں ان کا بسیرا ہوا وہ گھر دنیا بھر میں سب سے اعلیٰ درجے کا تھا۔

پاکیزہ خانہ نبوی میں گزر بسر کرنے والی اس مہمان خاتون کا تعارف پیش کرنے سے پہلے اس داستان کا تذکرہ ضروری محسوس ہوتا ہے جو قرآن مجید میں بیان ہوئی یا حدیث نبوی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس کا ذکر آیا، تا کہ ان کی عزت، فضیلت اور شرف کو اور چار چاند لگ جائیں۔ اس جلیل القدر خاتون کا عطر بیز تذکرہ سیرت، طبقات اور تاریخ کی کتابوں میں جا بجا ملتا ہے۔

کیا خیال ہے کہ اب ہم اس عظیم المرتبت خاتون کی سیرت کے انوار کے سمندر میں غوطہ زن ہوں اور اس سے ان کی سیرت کے موتی تلاش کر کے آپ کی خدمت میں پیش کریں؟

ان کا نام ام زینب بنت جحش بن رياب الاسدیہ تھا۔[1] یہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔ یہ حمنہ، ابواحمد اور عبداللہ رضی اللہ عنہم کی ہمشیرہ تھیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں لکھتے ہیں:

((زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشِ بْنِ رِيَابِ الْأَسَدِيَّةُ تُكَنّٰى أُمَّ الْحَكَمِ))

"زینب بنت جحش بن رياب الاسدیہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام حکم تھی۔"[2]

معزز رانی اور شرف سیادت

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں۔ حالات و واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہجرت سے تقریباً بیس سال پہلے پیدا ہوئیں۔ زینب رضی اللہ عنہا نے سرداری کے باعزت ماحول میں پرورش پائی۔ اللہ نے انھیں کمال درجے کا حسن و جمال عطا کیا تھا اور اس کے ساتھ وہ اعلیٰ خاندان کی چشم و چراغ بھی تھیں۔ قریشی خواتین میں انھیں بلند مقام و مرتبہ حاصل تھا اور مکہ معظمہ میں ان کا معزز خواتین میں شمار ہوتا تھا۔

ان کے ماموؤں میں سیدنا حمزہ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما جیسی نمایاں شخصیات پائی جاتی تھیں۔

آپ حمزہ و عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں کیا جانیں؟

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۱۰۱، ۱۱۵)، مستدرك حاكم (۴/ ۲۳، ۲۵)، اسد الغابة (۶/ ۱۲۵، ۱۲۷)، الاستيعاب (۴/ ۳۰۶، ۳۱۰)، الاصابة (۴/ ۳۰۷، ۳۰۸)، مجمع الزوائد (۹/ ۲۴۶، ۲۴۸)، تهذيب التهذيب (۱۲/ ۴۲۰، ۴۲۱)، شذرات الذهب (۱/ ۱۷۱، ۱۷۲)، كنز العمال (۱۳/ ۷۰۰)، صفة الصفوة (۲/ ۴۶، ۴۹)، سير اعلام النبلاء (۲/ ۲۱۱، ۲۱۸)، نساء مبشرات بالجنة (۱/ ۲۴۳، ۲۷۶)، عيون الاثر (۲/ ۳۸۲، ۳۸۳)، زاد المعاد (۱/ ۱۰۸، ۱۱۴)، البداية والنهاية (۷/ ۱۰۴)۔

[2] دلائل النبوة للبيهقي (۳/ ۴۶۵)، تهذيب الاسماء واللغات (۲/ ۳۴۴)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ تو اللہ اور رسول علیہ السلام کے شیر تھے اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ پڑوسی کی حفاظت کرتے، مال خرچ کرتے اور مشکلات میں پھنسے ہوئے لوگوں کی مدد کرتے تھے۔

ان کی خالاؤں میں سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب ہاشمیہ رضی اللہ عنہا کا نام آتا ہے۔ ① جو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں اور وہ حواری رسول سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں۔

ان کا سب سے پہلے ہجرت کرنے والی خواتین اور جلیل القدر خواتینِ اسلام میں شمار ہوتا ہے۔ ان کے بھائی عبداللہ بن جحش الاسدی اور ابواحمد بن جحش رضی اللہ عنہما تھے۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ تو جرنیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے اور انھوں نے جام شہادت نوش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ②

رہے دوسرے بھائی ابواحمد تو ان کا نام عبد بن جحش تھا۔ ان کا شمار ان اہل ایمان میں ہوتا ہے جنہیں سب سے پہلے ایمان لانے کی سعادت نصیب ہوئی اور ان مہاجرین میں سے ہیں جنہیں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوا اور ان کا نام نامور شعرائے اسلام میں لیا جاتا ہے۔ انھیں جنگ بدر اور دیگر جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں حصہ لینے کی سعادت حاصل ہوئی، ③ اور ان کی ہمشیرہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کا شمار ان خوش نصیبوں میں ہوتا ہے جنہیں اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا جن کے بارے میں قرآن مجید میں یوں تذکرہ کیا گیا ہے:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝﴾ (الواقعہ: ۵۶/ ۱۰۔۱۳)

”آگے والے تو پھر آگے والے ہی ہیں، وہی تو مقرب ہیں جو نعمت بھری جنتوں میں رہیں گے، پہلے لوگوں میں ایسوں کی بھاری جماعت تھی۔“

اس سرداری کو جس چیز نے چار چاند لگائے وہ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت داری تھی۔ وہ اس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خالہ کے بیٹے تھے نیز آپ کا اور ان کا دادا ایک تھا جن کا نام عبدالمطلب تھا جو اپنے دور میں قریش کے سردار تھے۔ اس اعتبار سے سیدہ زینب

---

① نساء من عصر النبوة (۲/ ۲۴۷، ۲۵۸)۔

② رجال مبشرون بالجنة (۱/ ۳۳، ۶۰)۔

③ الاستیعاب (۴/ ۱۲، ۱۳)، الاصابة (۴/ ۳، ۴)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسب ونسب اور عزت وشرف کے اعتبار سے سرزمین عرب کے اعلیٰ وارفع اور ممتاز خاندان کی چشم و چراغ تھیں۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو حالات ہم تک پہنچے ہیں کہ وہ اپنے خاندانی شرف پر فخر کیا کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ انھوں نے باآواز بلند یہ بھی کہا تھا کہ میں فرزندان عبدشمس کی سردار ہوں۔ (1) اب ہم دیکھتے ہیں کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالۂ عقد میں آ کر ام المومنین کہلائیں تو ان کے اس فخر کو کیسے چار چاند لگ گئے، جب اس گھر میں قدم رکھا جس میں فضل وشرف اور اعلیٰ اخلاق کے چشمے پھوٹتے تھے تو ان کی عظمت بامِ عروج تک پہنچ گئی۔

اللہ کی طرف ہجرت کرنے والی مؤمنہ خاتون

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کا اعلان کیا اور اپنے رشتہ داروں کو آگاہ کیا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے تھیں جن کے دلوں پر دعوت اسلام نے دستک دی اور وہ دل اس دعوت کے نور سے روشن ہو گئے اور اس کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔ وہ ایمان کے ماحول میں راضی خوشی زندگی بسر کرنے لگیں، جبکہ مکے کے مشرک تمام تر خیر و برکت سے محروم رہ گئے۔ انھوں نے محمدی پیغام کو ماننے سے انکار کر دیا اور وہ ہر راستے پر نو آموزان اسلام کو ڈرانے دھمکانے کے لیے بیٹھ گئے۔ جو بھی ایمان لاتا اسے اللہ کے راستے سے روکتے اور اسے ٹیڑھے راستے پر ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ بدمعاش کافر ہر نئے مسلمان کو طرح طرح کی تکالیف سے دوچار کرتے، خواہ وہ اسلام قبول کرنے والا مرد ہوتا یا عورت۔ مسلمانوں کو وہ سخت ترین دھمکیاں دیتے، یہاں تک کہ انھیں اپنی جان کے لالے پڑ جاتے اور ان کے ساتھ ایسا برا سلوک کیا جاتا جیسے کسی مجرم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

مسلمانوں نے معززین کی طرح صبر کا دامن تھامے رکھا اور ہر طرح کے ظلم وستم کو برداشت کیا۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی والدہ سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو فرعون امت ابوجہل عمرو بن ہشام نے دل میں نیزہ مار کر شہید کر دیا۔

اسی طرح بہت سے دیگر مسلمان مردوں اور عورتوں کو طرح طرح کی تکالیف دی گئیں۔

---

(1) السمط الثمین (ص۱۲۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور ان کی قوم کی خواتین نے قریش کی جانب سے تکالیف اٹھائیں یہاں تک کہ مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے، پھر وہاں سے واپس آئے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت اختیار کرنے کا حکم ہوا۔

اب مسلمان سر اٹھا کر اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے مدینہ منورہ کی طرف کوچ کر گئے۔ انھیں یہ سفر اختیار کرتے ہوئے نور یقین حاصل تھا۔ اس طرح مسلمان ام القری مکہ معظّمہ کو چھوڑنے لگے اور ان کے گھر خالی ہو گئے۔ انھوں نے اپنے گھروں کو چھوڑا، ان کے دروازے بند کیے اور خالی گھروں میں ہوائیں آوازیں پیدا کرنے لگیں۔ ان گھروں میں ایک گھر بنی جحش کا بھی تھا۔ ایک گھر بنو مظعون کا تھا، ایک گھر بنو بکیر کا تھا۔ ان گھروں میں رہنے والے چھوٹے بڑوں نے انھیں چھوڑ دیا تھا۔ بنو جحش، بنو مظعون اور بنو بکیر کی بیشتر خواتین نے ہجرت کا سفر اختیار کیا۔ ابن اسحاق نے ان خواتین کے مندرجہ ذیل نام بیان کیے ہیں:

① زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔
② ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا۔
③ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا۔
④ جذامہ بنت جندل رضی اللہ عنہا۔
⑤ ام حبیب بنت ثمامہ رضی اللہ عنہا۔
⑥ آمنہ بنت رقیش رضی اللہ عنہا۔
⑦ سنجرہ بنت تمیم رضی اللہ عنہا۔
⑧ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا۔ [1]

مہاجرین میں سے سیدنا ابو احمد رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے واقعے کو خوبصورت اشعار میں یوں بیان کیا ہے:

وَلَوْ حَلَفَتْ بَیْنَ الصَّفَا أُمُّ أَحْمَد
وَمَرْوَتِهَا بِاللّٰهِ بَرَّتْ یَمِیْنُهَا
إِلَی اللّٰهِ تَغْدُوْ بَیْنَ مَثْنٰی وَ وَاحِد
وَ دِیْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالْحَقِّ دِیْنُهَا

”اگر احمد کی والدہ صفا اور مروہ کے درمیان اللہ کی قسم اٹھائے تو وہ ضرور پوری ہو گی۔“

”وہ دو اور ایک کے درمیان اللہ کی طرف چلے گی اور اللہ کے رسول کا دین برحق اس

[1] نساء من عصر النبوة (۱/ ۱۳۹، ۱۴۷)، السیرة النبویة (۲/ ۱۱۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا دین ہے۔"

اپنے ایک دوسرے قصیدے میں وہ اپنی اجتماعی ہجرت کا تذکرہ کرتے ہیں، اس میں سے چند اشعار ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

① لما رأتنِی أُمُّ احمدَ غادیًا
بِذمة مَن اَخشَی بِغیب وَارهبُ

② تَقُولُ فَامَّا کُنتَ لَا بُدَّ فَاعلاً
فیمّم بِنَا البُلدَان وَلتنَا یثربُ

③ فَقُلتُ لَهَا بل یثرب الیوم وجهُنا
وما یَشَاء الرحمنُ فَالعَبدُ یرکبُ

④ اِلَی اللّٰه وَجهِی وَالرسُول وَمن یقم
الی اللّٰه یومًا وجهه لَا یخیّبُ

⑤ دَعوتُ بَنِی غَنَّم لَحقنِ دِمَائِهِم
وَلِلحَقِّ لِمَا لَاحَ لِلنَّاسِ مَلحَبُ

⑥ اَجَابُوا بِمُحَمَّد اللّٰه لِمَا دَعَاهِم
اِلَی الحَقِّ دَاعِ وَالنَّجَاحِ فَأوعبوا

⑦ وَرِعنَا اِلَی قَولِ النَّبِی مُحَمَّد
فَطَابَ وَلَاةُ الحَقَّ مِنَّا وَطَیَّبُوا

⑧ نمتُ بِاَرحَام اِلَیهِم قَرِیبَة
وَلَا قُربَ بَالَارحامِ اِذ لَانُقَرَّبُ

⑨ سَتَعلَمُ یَومًا اَیُّنَا اِذ تَزَایَلوُا
وَزَیّل اَمرِ النَّاسِ لِلحَقَّ اَصوَبُ

مدینہ منورہ میں انصار کے آنگن میں

مدینہ منورہ میں مہاجرین نے اپنے انصار دینی بھائیوں کی جانب سے یہ حسن سلوک دیکھا کہ وہ انھیں اپنے سے زیادہ ترجیح دے رہے ہیں۔ انصار کی طرف سے اپنی عزت افزائی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ کر ان کے دل خوش ہو گئے۔ انھوں نے ان کو اپنے ہاں ٹھہرنے کے لیے جگہ دی۔ ان کی غم خواری کی۔ اپنے مال اور گھر ان میں آدھے آدھے تقسیم کر دیئے اور انھیں اس طرح اپنے ہاں ٹھہرایا جیسے وہ گھر یا خاندان کے فرد ہوتے ہیں۔

اس اجتماعی ہجرت کا مشرکین پر بڑا گہرا اثر ہوا لیکن ان ناہنجار بدمعاشوں نے اس بات کا اعتراف نہیں کیا کہ اس ہجرت کا سبب وہ بنے ہیں، اس جرم کے مرتکب وہی ہیں، بلکہ اس گھناؤنے جرم کو دوسروں کے کندھوں پر ڈالتے رہے اور کمزوروں پر ظلم وستم ڈھاتے رہے۔ وہ اس خلفشار کا تمام تر الزام سیدنا حبیب مصطفیٰ ﷺ پر لگاتے رہے۔

ابن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن عتبہ بن ربیعہ، عباس بن عبدالمطلب اور ابوجہل بن ہشام مکہ میں بالائی جانب جا رہے تھے۔ انھوں نے گھروں پر نگاہ دوڑائی تو وہ خالی اور ویران تھے، کوئی اس میں رہنے والا نہیں تھا۔ جب انھیں اس حالت میں دیکھا تو مارے غم کے سانس پھولنے لگا۔ اس موقع پر انھوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

وَكُلُّ دَارٍ وَإِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهَا
يَوْمًا سَتُدْرِكُهَا النَّكْبَاءُ وَالْحُوبُ

''ہر گھر اگرچہ اس کا امن خوش آئند ہو، آخر کسی نہ کسی دن مصائب ومشکلات اس تک پہنچ ہی جاتی ہیں۔''

پھر کہنے لگے: وہ دیکھو بنو جحش کا گھر اپنے رہائشیوں سے خالی ہو چکا ہے۔

ابوجہل نے عباس رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ تیرے بھائی کے بیٹے کا کارنامہ ہے، اس نے ہمارے شیرازے کو بکھیر کر رکھ دیا ہے، ہمارا معاملہ تتر بتر کر دیا ہے اور ہمارے باہمی تعلقات کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ یہ باتیں کرتے ہوئے ابوجہل کا دشمنی اور غصے سے پارہ چڑھ گیا تھا اور اس کی کینہ پروری نقطۂ عروج پر تھی۔

وہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہرزہ سرائی کر رہا تھا لیکن اللہ تو اپنے نور کو پورا کر کے ہی رہتے ہیں، خواہ مشرکین کو یہ ناپسند ہی ہو۔ مدینہ منورہ میں سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے مؤمن خواتین کے درمیان اپنا مقام ومرتبہ بنا لیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب خواتین میں شامل تھیں جنھوں نے سب سے پہلے ہجرت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ [1] ہجرت کے حوالے

---

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۱)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہجرت میں پہلا مبارک اقدام انبیاء ﷺ کی بیویوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیویوں میں بڑے عمدہ پیرائے میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی خوشگوار ایمانی یادیں

جب ایمان نے مؤمنوں کے دلوں پر قبضہ جما لیا، جن اہل ایمان میں سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی تھی، تو ان کے دلوں میں ایمان کے بیج سے خیرات کے پودے یوں اگنے لگے جس طرح موسلا دھار بارش سرسبز و شاداب زمین پر پڑتی ہے، جس طرح کہ قرآن مجید میں آیا ہے:

﴿ فَإِذَآ أَنزَلْنَا عَلَيْهَا ٱلْمَآءَ ٱهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنۢبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيجٍ ۝ ﴾ (الحج: ۲۲/ ۵)

''پھر جب ہم نے اس پر مینہ برسایا تو یکا یک وہ لہلہا اٹھی اور پھول گئی اور اس نے ہر قسم کی خوش منظر نباتات اگلنی شروع کر دیں۔''

اللہ پر ایمان ایک ایسی جادو اثر طاقت ہے کہ جب وہ دل کے تمام پہلوؤں پر قبضہ جما لیتی ہے اور دل کی گہرائی میں جاگزیں ہو جاتی ہے تو پھر محال کو ممکن بنا دیتی ہے اور انہونی چیز بھی ہو جاتی ہے۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ان جلیل القدر خواتین میں سے ایک تھیں جن کے دلوں کو ایمان کے خوشگوار جھونکوں نے چھوا تھا، جنھوں نے انھیں دنیا میں نابغہ روزگار بنا دیا۔ ایمان کی مہر بندمے نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے دل کو چمکا دیا جس سے وہ دین، تقویٰ، سخاوت اور نیکی کے کاموں کے حوالے سے خواتین دنیا کی سردار بن گئیں۔ ایک خاتون کی پارسائی اس کی بہت بڑی خوبی سمجھی جاتی ہے۔

ان دلآویز خوبیوں نے انھیں موتیوں کی لڑی میں پرو دیا۔ وہ امہات المومنین میں اور اس خانۂ نبوی میں جس کے رہنے والوں کو اللہ نے خوب پاک صاف کر دیا ہے، ایک ممتاز مقام و مرتبے پر دکھائی دیتی ہیں۔ ان کے بلند مرتبے کے کیا کہنے؟

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح آسمانوں پر کیا گیا، اس سے بڑھ کر بھی کوئی شان ہو سکتی ہے۔ ایمان نے سیدہ زینب کے دل کو روشن کر دیا، انھیں نیکی کے بلند مقام پر فائز کر دیا اور محراب عبادت میں مصروف کر دیا۔ وہ دن کو کثرت سے روزہ رکھتیں اور رات کو کثرت سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کیا کرتی تھیں۔ رات کی تنہائیوں میں خوف اور لالچ کے ملے جلے جذبات سے سرگوشیاں کیا کرتی تھیں اور پھر وہ اسی پر اکتفا نہیں کرتی تھیں بلکہ وہ اپنے اردگرد رہنے والے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا حاجت مندوں کا خاص طور پر خیال رکھتیں اور ان پر پوری توجہ دیتیں اور ان کے ساتھ جس قدر ممکن ہوتا سخاوت کا رویہ اپناتیں۔ یہاں تک کہ ان کی جود وسخا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کی خوشہ چینی تھی مدنی معاشرے میں مشہور ومعروف ہوگئی۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا قرآن میں

کتاب عزیز قرآن مجید جو برحق کتاب ہے، جس میں کسی قسم کے باطل کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا، اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے مؤمنہ ہونے کی گواہی دی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۶)

’’کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمنہ عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔‘‘

اس آیت کریمہ میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مؤمنہ کہا گیا ہے۔

اس خاندانی معزز عورت کو پورے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معاشرے کی تمام خواتین میں سے منتخب کیا گیا تاکہ جاہلی موروثی نظام پر کاری ضرب لگانے کے لیے بطور مثالی نمونہ کے پیش کیا جائے، اس معاشرے میں جس کو اسلام نے صحیح رخ پر ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

لیکن جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو اپنے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے حبالہ عقد میں لانے کی تجویز پیش کی تو ان کے جذبات واحساسات پر کیا گزری، آیئے! ہم چند لمحات کے لیے اس مؤمن خاتون کے حوصلے اور عظمت کا مشاہدہ کرتے ہیں جس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اللہ کے حکم اور قضا و قدر کے آگے سر جھکا دیا حالانکہ اس کا دل نہیں چاہتا تھا۔

قابل اعتماد تاریخی دستاویزات میں یہ واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ سیدنا وحبیبنا محمد ﷺ نے اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ زینب رضی اللہ عنہا نے جب رسول اللہ ﷺ کے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی شادی کے بارے میں سنا تو حیران رہ گئیں۔

ان کو اس کی توقع نہ تھی دائیں بائیں سے افکار و خیالات کے ہجوم نے انھیں اپنی گرفت میں لے لیا۔ وہ ماضی کی یادوں میں کھو گئیں، اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ کبھی ایسے بھی ہو جائے گا۔

انھیں اپنے خاندانی مقام و مرتبہ کے پیش نظر خیال آیا اور خود کلامی کے انداز میں کہنے لگیں کہ کیا ایک غلام اور اعلیٰ و ارفع خاندان کی خاتون دونوں کفو اور باہم برابر ہو سکتے ہیں!!؟

پھر انھوں نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے کہہ ہی دیا کہ میں شادی نہیں کروں گی کیونکہ میں خاندان عبد شمس کی رانی ہوں، کوئی معمولی خاتون تو ہوں نہیں کہ ایک غلام سے شادی رچا لوں۔

طبقات ابن سعد کی روایت ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں انھیں اپنے لیے پسند نہیں کرتی کیونکہ میں خاندان قریش کی چشم و چراغ ہوں۔ [1]

ان کی اس رائے میں ان کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔ انھوں نے کہا کہ ان کی ہمشیرہ زینب (رضی اللہ عنہا) قریش خاندان کی چشم و چراغ، نبی کریم ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی، خواتین قریش کی زینت ایک غلام کی بیوی بنے!! یہ نہیں ہو سکتا، اور پھر وہ غلام جسے سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے خرید کر رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کیا اور آپ نے اسے آزاد کیا اور آپ نے اس پر دوسرا احسان یہ کیا کہ اس کی نسبت اپنی طرف کر لی اور وہ اس وقت تک زید بن محمد کہلاتے رہے جب تک اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ حکم نازل کر دیا کہ ہر کوئی اپنی نسبت اپنے باپ کی طرف کرے۔

سیدنا عبداللہ بن جحش اور ان کی ہمشیرہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان تمام پہلوؤں پر غور و خوض کیا اور اس شادی کو اپنے لیے بہت بڑی عار سمجھا۔ عرب معاشرہ اس کی اجازت بھی نہیں دیتا

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۱۰۱)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ کسی معزز خاندانی عورت کی شادی کسی غلام سے ہو، خواہ اسے آزاد ہی کیوں نہ کر دیا گیا ہو، لیکن اسلام نے اس جاہلانہ طرز فکر کو ختم کرنے کی داغ بیل ڈالی تا کہ اس قسم کی موروثی عصبیت کی جڑ کاٹ دی جائے۔ اسلام نے یہ چاہا کہ تمام لوگ یہ تصور اپنائیں کہ تقویٰ کا لباس زیادہ بہتر ہے، کسی عربی کو عجمی پر بغیر تقویٰ کے کوئی فضیلت نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ (الحجرات: ۴۹/ ۱۳)

''تم میں اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔''

حبیب مصطفیٰ ﷺ کا خیال تھا کہ آپ کی پھوپھی زاد زینب رضی اللہ عنہا عرب رسم و رواج کے بندھن کو توڑ کر باہر نکل سکتی ہے۔ اس میں یہ خوبی ہے کہ عرب عادات کے خلاف قدم اٹھائے۔ رسول اللہ ﷺ یہ جانتے تھے کہ زمانہ جاہلیت کے طور طریقے مسلمانوں کے دلوں سے مٹ چکے ہیں، اس لیے آپ کے محبوب غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ان سے شادی کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے دلی طور پر یہ چاہا کہ زینب اور ان کا بھائی رضی اللہ عنہما بھی یہ بات پسند کر لیں کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا خاوند بن جائیں۔

آپ ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے کہا:

((بَلْ فَانْكِحِيهِ فَإِنِّي قَدْ رَضِيتُهُ لَكِ))

''تم اس کے ساتھ نکاح کر لو کیونکہ میں نے اسے تیرے لیے پسند کر لیا ہے۔''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتیں، آسمان سے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہو گیا۔

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۶)

''کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کو یہ لائق نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو پھر اسے اپنے اس معاملہ میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہو۔''

اب اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد سیدہ زینب اور ان کے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہما

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہ گیا تھا اب ان کے لیے ضروری تھا کہ اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیں، کیونکہ اب یہ فیصلہ آ چکا تھا:

﴿ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾

(الاحزاب: ۳۳/ ۳۶)

''اور جس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی تو وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہوا۔''

اس موقع پر دونوں بہن بھائیوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم راضی ہیں۔ اس لمحے زینب رضی اللہ عنہا نے یہ کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس شادی سے راضی ہوں۔

حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اسے تیرے لیے پسند کیا ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ایمان بھرے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کرتی اور میں اس شادی پر راضی ہوں۔

اس موقع پر سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے بنو جحش کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے دس دینار، ساٹھ درہم، ایک درع، ایک دوپٹہ، ایک چادر، بہت سے بٹن، پچاس مدغلہ، دس مد کھجور، یہ تمام چیزیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیں تاکہ آپ کے ذریعے بنو جحش کے پاس پہنچائی جائیں۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ قریش کی معزز خاتون زینب رضی اللہ عنہا کو جس اپنے خاندان پر فخر تھا حبالۂ عقد میں لے کر اپنے گھر روانہ ہوئے۔

اس طرح نوعِ بشر میں حقیقی مساوات کا بھرپور مظاہرہ ہوا جس سے یہ ثابت ہوا کہ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے کوشش کی اور کسی آزاد کو کسی غلام پر بغیر تقویٰ کے کوئی فضیلت نہیں۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہوگئیں اور اسی طرح وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر بھی راضی ہوگئیں جو اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ آپ وہی کچھ فرماتے ہیں جو وحی کے ذریعے آپ پر نازل ہوا ہو۔ وہ عبدالمطلب کی اولاد ہوتے ہوئے ایک غلام کے ساتھ شادی کرنے پر رضا مند ہوگئیں۔ وہ ایک مؤمن خاتون تھیں، ایمان ان کے دل کی گہرائیوں میں اتر چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی گواہی دی۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کو مقدم جانا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان احکامات الٰہیہ کو اپنے دل میں بٹھا لیا تھا جو اللہ حکیم و خبیر کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف سے نازل ہوئے تھے۔ ان احکامات پر وہ کار بند ہو کر عہد نبوت کی خواتین میں سیادت کے منصب پر فائز ہوئیں بلکہ یہ سرداری ہمیشہ کے لیے ان کے نصیب میں لکھ دی گئی

حکمت بالغہ

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بیوی بنا کر اپنے گھر لے آئے۔ اسلام نے اس بات پر زور دیا کہ تمام لوگ کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں اور وہ ایک دوسرے پر تقویٰ کی بنیاد پر فوقیت رکھتے ہیں۔ تمام لوگ آدم علیہ السلام سے ہیں اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، جس کسی نے فخر کرنا ہو تو مٹی کی بنیاد پر فخر کرے۔

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی ناک چوڑی تھی اور شکل و صورت بھی بس واجبی سی تھی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے دل میں اس شادی سے کوئی انشراح یا خوشی کی لہر پیدا نہیں ہوئی۔ اس نئے گھر میں کوئی باہمی اتفاق کا منظر سامنے نہیں آیا اور نہ ہی سعادت و خوشگواری نے اپنے پر پھڑ پھڑائے بلکہ سیدہ زینب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے باہمی تعلقات کمزور ہی رہے۔

جب سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے گھر میں آئیں وہ اپنی اعلیٰ خاندانی نسبت اور اپنی آزادی کو بھلا نہ سکیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی جانب سے نفرت آمیز رویہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے لیے بڑا ہی تکلیف دہ تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ تھے اور انھوں نے عزت و شرافت کے ماحول میں پرورش پائی تھی۔ انھوں نے اس صورت حال کو اپنے لیے ناگوار سمجھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بار بار شکایت کی کہ اے اللہ کے رسول! زینب (رضی اللہ عنہا) اپنی خاندانی برتری کا میرے سامنے اکثر اظہار کرتی رہتی ہے اور مجھے اپنے سے کم تر سمجھتی ہے۔ اس کی طبیعت میں تکبر اور نخوت پائی جاتی ہے اور وہ اپنی زبان سے مجھے کچوکے لگاتی رہتی ہے جس سے مجھے دلی تکلیف ہوتی ہے۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے اور آپ کی طبیعت میں انتہاء درجے کی نرمی اور شفقت پائی جاتی تھی، آپ ہر بار ان کی شکایت سن کر یہی فرماتے:

﴿ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۷)

”اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔“

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس آتے تو ان کی حالت وہی ہوتی بلکہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بھی زیادہ تلخ۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور یہ گزارش کرتے کہ میں طلاق دینا چاہتا ہوں، لیکن رسول اللہ ﷺ انھیں یہی فرماتے:

﴿ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ ﴾

''تم اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھو۔''

اس میں دراصل اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کارفرما تھی۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ جاہلیت کے رسم و رواج کا خاتمہ ہو اور اسلامی شریعت کا بول بالا ہو۔

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی نے زمانہ جاہلیت کے رسم و رواج کو ختم کر دیا اور خاندانی فوقیت کے دعووں کو خاک میں ملا دیا۔ آزاد اور غلام کو برابری کی سطح پر لا کھڑا کیا۔ تقویٰ کو فضل و شرف کی بنیاد قرار دیا۔

ایک اور رسم کو ختم کرنا مقصود تھا کہ اسلام سے پہلے عرب اپنے لے پالک بیٹوں کی مطلقہ بیویوں سے شادی نہیں کرتے تھے۔ اگر ان سے ان کی خلوت ہو چکی ہوتی اور ان کے مابین ازدواجی تعلقات قائم ہو چکے ہوتے تو وہ ایسی عورتوں سے شادی نہ کرتے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہنا پسند نہیں کرتی تھیں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بار بار التماس کر رہے تھے کہ آپ زینب (رضی اللہ عنہا) کو طلاق دینے پر موافقت کا اظہار کر دیں۔ حکمت بالغہ بھی اس کا تقاضا کرتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ اس جدائی کے لیے موافقت کر دیں اور اپنی پھوپھی کی بیٹی سے خود نکاح کر لیں تاکہ شریعت اسلام کا ایک اور باب پورا ہو، فضول جاہلیت کے رسم و رواج کا خاتمہ ہو اور اس صالح خاتون کو اللہ و رسول کی اطاعت میں دی گئی قربانی کا صلہ ملے، لیکن رسول اللہ ﷺ دلی طور پر لوگوں سے ڈرتے تھے، اس لیے ہر دفعہ زید بن حارثہ کو یہی حکم دیتے کہ:

﴿ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ ﴾

''یعنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھو۔''

سیدہ زینب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے باہمی تعلقات دن بدن کشیدہ ہونے لگے، یہاں تک کہ طلاق کے بغیر کوئی چارہ کار باقی نہ رہا اور اللہ کا حکم آ گیا جو اس تمام صورت حال پر غالب آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں کیونکہ گھر کے ماحول میں تلخ روئی پیدا ہو رہی تھی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۷)

''تاکہ مؤمنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملے میں کوئی تنگی نہ رہے جبکہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا ہی چاہیے تھا۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے پیارے محمد مصطفیٰ ﷺ کی پاکیزہ، عمدہ اور اعلیٰ شان بیان کی جس طرح اپنے دوسرے رسولوں کی شان کا بھی تذکرہ کیا لیکن رسول اللہ ﷺ کو تو یہ فخر بھی عطا کیا کہ آپ مقام محمود پر فائز ہوں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ۝ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۸۔۳۹)

''نبی پر کسی ایسے کام میں کوئی رکاوٹ نہیں جو اللہ نے اس پر مقرر کر دیا ہو۔ یہی اللہ کی سنت ان سب انبیاء کے معاملے میں رہی ہے جو پہلے گزر چکے ہیں اور اللہ کا حکم ایک قطعی طے شدہ فیصلہ ہوتا ہے۔ یہ اللہ کی سنت ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور ایک اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور محاسبہ کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔''

اللہ کا فیصلہ پورا ہوا اور رسول اللہ ﷺ کو جو اللہ رب العزت نے حکم دیا تھا آپ نے بلاکم وکاست فیصلہ نافذ کر دیا۔

جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے کہا تم زینب رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور میرے بارے میں بات کرو۔

وہ گئے، دیکھا کہ وہ آٹے میں خمیر دے رہی ہیں۔ کہنے لگے: خوش ہو جاؤ، رسول اکرم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ تیرا تذکرہ رہے ہیں۔

کہنے لگیں: میں کچھ نہیں کروں گی جب تک کہ میں اپنے رب سے مشورہ نہ کرلوں۔ پھر وہ اٹھ کر اپنی مسجد کی طرف چلی گئیں اور اس دوران میں قرآن نازل ہوا۔رسول اللہ ﷺ بغیر اجازت ہی اندر تشریف لے آئے ① اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے بغیر ولی اور بغیر گواہ کے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی رسول اللہ ﷺ سے کردی۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا امہات المومنین کے سامنے بڑے فخر سے کہا کرتی تھیں کہ تمھاری شادی تمھارے خاندان نے کی اور میری شادی اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر کی۔
مسلم شریف میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بات کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

((زَوَّجَكُنَّ اَهَالِيكُنَّ وَزَوَّجَنِي اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ)) ②

"تمھاری شادی تمھارے خاندان نے کی اور میری شادی اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر کی۔"

اب ہم اس عظیم داستان کی روشنی میں یہ معرفت حاصل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلم معاشرے کو معاشرتی خرابیوں سے کس طرح پاک کیا، یہ کارنامہ رسول اللہ ﷺ کی عزیمت کے پیش نظر سرانجام پاسکا۔

سیدھا منہج

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شادی سے ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اعلیٰ وارفع خاندان کی چشم و چراغ تھیں، نہایت سلیقہ شعار خاتون تھیں اور معاملات نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتیں۔ جاہلی معاشرے میں ہر قسم کی بے راہ روی، بے اعتدالی اور شر پسندی کے عناصر پائے جاتے تھے۔معاشرے میں لے پالک بیٹوں کو حقیقی بیٹوں کا مقام حاصل تھا اور اس سے معاشرتی زندگی میں بے انتہاء بگاڑ پیدا ہو چکا تھا۔

---

① صحیح مسلم کتاب النکاح باب زواج زینب بنت جحش رقم الحدیث (۱۴۲۸)، مسند احمد (۳/ ۱۹۵)، نسائی (۶/ ۷۹، ۸۰)، طبقات ابن سعد (۸/ ۱۰۳)، الاستیعاب (۴/ ۳۰۷)، ترمذی کتاب التفسیر رقم الحدیث (۳۲۱۲)۔

② صحیح البخاری کتاب التوحید باب کان عرشه الماء رقم الحدیث (۷۴۲۰)، ترمذی رقم الحدیث (۳۲۱۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس باطل اور جاہلی معاشرے میں منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے شادی کو بہت بڑا عیب سمجھا جاتا تھا، اسے حقیقی بیٹے کا درجہ حاصل ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس خرابی کو جڑ سے اکھاڑنے کا ارادہ کیا اور ادھر یہ خرابی معاشرے میں کینسر کی طرح جڑ پکڑ چکی تھی اور معاشرے کی تباہی و بربادی کا باعث بن رہی تھی۔

مشیت الٰہی نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعے اس جاہلی رسم کا خاتمہ کیا جائے کیونکہ آپ ہی پورے انسانی معاشرے میں ایسے فرد ہیں کہ جو اپنی پختہ ارادی کے باعث اس قسم کی رسومات کا قلع قمع کر سکتے ہیں۔ احکام شرعیہ کے نفاذ میں آپ ہی ایک مثالی کردار ادا کر سکتے ہیں، آپ ہی لوگوں کے لیے نمونہ بن سکتے ہیں، تمام احکام الٰہیہ کا رخ بھی آپ ہی کی ذات کی طرف ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے رسول اللہ ﷺ ہی زمانہ جاہلیت کی خرابیوں کی اصلاح کر سکتے تھے اور معاشرتی زندگی میں پیدا ہونے والے تمام مفاسد کا خاتمہ بھی آپ ہی کے ذریعے ہو سکتا تھا۔ چنانچہ آپ کے بارے میں یہ فرمایا:

﴿ وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۷)

''اور جب تم کہہ رہے تھے اس شخص سے جس پر اللہ نے انعام کیا۔''

اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان اور اسلام کی نعمت سے سرفراز فرمایا اور آپ نے ان کی یعنی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی کفالت کی اور ان سے محبت اور شفقت بھرا انداز اپنایا جس کی طرف قرآن نے یوں اشارہ کیا ہے: ﴿وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ﴾ ''اور آپ نے اس پر انعام کیا۔''

یعنی اسے غلامی سے آزاد کیا اور اس کی نگہداشت کی۔ اس کی تربیت کا خصوصی اہتمام کر کے اس پر احسان عظیم کیا۔ وہ آپ کے محبوب غلام تھے، حقیقی بیٹے نہیں تھے۔ پھر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی گھریلو زندگی میں بہت ہی ناگوار صورت حال سے دوچار تھے۔ زندگی اجیرن ہو چکی تھی۔ انھیں اپنی بیوی کے ساتھ رہتے ہوئے ناخوشگوار حالات کا سامنا تھا۔ وہ اپنی بیوی سے مایوس ہو کر آپ سے بار بار مطالبہ کر رہے تھے کیونکہ انھیں حسن معاشرت کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی اور آپ نہایت نرمی سے یہ کہہ رہے تھے:

﴿ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۷)

''اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ سے ڈرو۔''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے کہ آپ نرم خوئی اور احسان کے سرچشمہ ہیں۔ آپ کے اخلاق حسنہ اور پاکیزہ دلی کا تقاضا تھا کہ آپ زید رضی اللہ عنہ کو یہی مشورہ دیں کہ جس زنجیر کو اللہ تعالیٰ نے مضبوط کڑیوں سے آراستہ کیا ہے یہ اسے توڑ نہ دیں۔

میاں بیوی کے باہمی تعلقات خوشگوار ہونے چاہئیں۔ محبت اور سکون سے گھریلو ماحول کو خوشگوار بنایا جائے۔ چونکہ یہ دونوں میاں بیوی آپ کے عزیز تھے، آپ کو دونوں کا لحاظ تھا، اس لیے آپ ہر دفعہ انھیں یہی مشورہ دیتے رہے اور کہتے رہے کہ

﴿ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۷)

''اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھئے اور اللہ سے ڈریئے۔''

اللہ تعالیٰ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ارشاد ہے تو اس میں اگر چہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے صریحاً یہ حکم نہیں دیا کہ زینب رضی اللہ عنہا کو زید رضی اللہ عنہ سے طلاق دلا دیں البتہ کچھ ایسے اشارات دیے گئے جن سے زمانہ جاہلیت کی بیہودہ رسم کا خاتمہ مقصود تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۚ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۚ ﴾

(الاحزاب: ۳۳/ ۴)

''اور نہ اس نے تمھارے منہ بولے بیٹوں کو تمھارا حقیقی بیٹا بنایا ہے۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو تم اپنے مونہوں سے نکال دیتے ہو۔''

ہم نے معاشرتی زندگی کو صحیح نہج پر ڈالنے کے لیے حق کو بالکل واضح کر دیا تاکہ یہ فضول رسم جو اُن کو جونک کی طرح چمٹ گئی ہے اور ان کی معاشرتی زندگی کی تباہی کا باعث بن رہی ہے، کسی طرح ان کو اس سے نجات مل جائے، لے پالک اپنی پیدائشی نسبتیں اپنے اصل آباء و اجداد کی طرف کرنے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کو اس کی تعلیم دیتے ہوئے یہی کہا:

﴿ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۵)

''بلاؤ انھیں ان کے باپوں کے نام پر، یہ اللہ کے ہاں زیادہ انصاف کی بات ہے۔''

یہی حق بات ہے اور یہی خیر کا راستہ ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنی اس شریعت میں ہدایت دی ہے جس شریعت کو معاشرے میں عدل قائم کرنے کے لیے نازل کیا گیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ﴾

(الاحزاب:۳۳/ ۵)

''اگر تم نہ جانو ان کے آباء کو تو وہ تمھارے دینی بھائی اور دوست ہیں۔''

وہ اللہ کے ہاں رائیگاں نہیں اور نہ ہی اسلامی معاشرے میں رائیگاں ہیں۔ وہ تمھارے دینی بھائی ہیں۔ ساری دنیا کی انسانی نسلوں کے درمیان اخوت کا باہمی رشتہ پایا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ (الحجرات:۴۹/ ۱۰)

''بے شک مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں لہٰذا تم اپنے بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو۔''

وہ اس ایمانی اخوت کی بنا پر تمھارے اسلامی رشتہ دار ہیں۔ نیکی اور تقویٰ کی بنا پر وہ تمھاری مدد کرتے ہیں اور تم ان کی مدد کرتے ہو۔ وہ تمھاری طرف سے عزت اور حسن سلوک کے زیادہ حق دار ہیں۔

آپ کی طرف سے اپنے محبوب نظر غلام کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے اور اس سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے کے باوجود آپ کے دل میں یہ جذبہ واحساس پایا جاتا تھا کہ کسی طرح معاشرے سے یہ منہ بولے بیٹوں کو حقیقی بیٹوں جیسے سمجھنے کی رسم ختم ہو جائے۔ اس جاہلی رسم و رواج کا خاتمہ آپ کے پیش نظر تھا اور آپ اس حوالے سے دنیا کے سامنے ایک مثالی نمونہ بن سکتے تھے۔

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ

زمانہ جاہلیت کے رسم و رواج کی بیخ کنی کے سفر میں تمام لوگوں کی طرف یہ حکم الٰہی آیا کہ سیدنا محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

لوگ باتیں تو طرح طرح کی بنائیں گے، جتنے منہ ہوں گے اتنی ہی باتیں ہوں گی، منافقین جن کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے وہ بھی بے پر کی اڑائیں گے کہ محمد (ﷺ) تو اپنے بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کرتے ہیں اور خود اپنے منہ بولے بیٹے زید بن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حارثہ (رضی اللہ عنہ) کی مطلقہ بیوی کو اپنے حبالہ عقد میں لے لیا ہے۔

لیکن عدل الٰہی کے میزان میں ان باتوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں بلکہ اسلامی معاشرے میں اس کی کوئی اہمیت نہیں اور نہ اس سے منصب رسالت پر کوئی حرف آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۴۰)

''محمد تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت کر دی ہے کہ منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹوں کی طرح نہیں ہو سکتے، خونی تعلق کے جو اثرات ہوتے ہیں ویسے اثرات صرف ظاہری طور پر تعلق قائم کرنے سے پیدا نہیں ہو سکتے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ﴾

(الاحزاب: ۳۳/ ۴)

''اور اس نے تمھارے منہ بولے بیٹوں کو تمھارے حقیقی بیٹے نہیں بنایا۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو تم اپنے مونہوں سے نکالتے ہوں۔''

تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ مندرجہ بالا آیت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وہ بچپن میں گرفتار ہو گئے تھے، حکیم بن حزام بن خویلد رضی اللہ عنہ نے انھیں خرید کر اپنی پھوپھی ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا اور ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا۔ آپ نے انھیں آزاد کر دیا اور اپنا بیٹا بنا لیا۔

اس طرح زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ عرصہ دراز تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے، پھر ان کے والد اور چچا فدیہ ادا کر کے اپنے ہمراہ لے جانے کے لیے آئے۔ جب انھوں نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو آپ نے فرمایا: اگر یہ آپ کے ساتھ جانا پسند کرتا ہے تو بغیر کچھ فدیہ ادا کیے لے جا سکتے ہیں، میری طرف سے اجازت ہے۔ لیکن اس موقع پر زید بن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حارثہ رضی اللہ عنہ نے آزادی کی بجائے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں غلامی کو ترجیح دی۔

جب نبی کریم ﷺ نے ان کا رویہ دیکھا تو فرمایا:

((یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِشْهَدُوْا اَنَّ زَیْدًا ابْنِیْ اَرِثُهٗ وَیَرِثُنِیْ))

''اے خاندان قریش گواہ رہنا! زید میرا بیٹا ہے میں اس کا وارث ہوں اور یہ میرا وارث ہے۔''

جب نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کی جو پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور انھوں نے انھیں طلاق دے دی تھی تو چونکہ نبی کریم ﷺ نے انھیں اپنا بیٹا قرار دے رکھا تھا اس لیے لوگوں نے باتیں بنانا شروع کر دیں کہ محمد (ﷺ) نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی ہے۔ اللہ نے ان کو جھٹلایا کہ منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹوں کی مانند نہیں ہوتے۔ صرف زبان کے کہنے سے خونی تعلق قائم نہیں ہو جاتا۔ کسی کو بیٹا کہنے سے وہ حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۴)

''اور اللہ حق کہتا ہے اور وہ سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔''

اس طرح معاشرے کی یہ مذموم رسم ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئی۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا وہ معزز اور جلیل القدر خاتون ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں کیا ہے اور وہ خود فخر یہ انداز میں کہا کرتی تھیں:

((اِنَّ اللّٰهَ اَنْكَحَنِیْ فِی السَّمَآءِ))

''اللہ نے میرا نکاح آسمان میں کیا ہے۔''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور پردے کی آیت

بخاری، مسلم، مسند امام احمد اور جامع ترمذی میں ایک روایت منقول ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ پردے کا حکم اس صبح کو نازل ہوا جس دن رسول اللہ ﷺ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی۔

بخاری شریف میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کے حوالے سے ولیمے کا اہتمام کیا، روٹی اور گوشت تیار کیا اور مجھے حکم دیا کہ لوگوں کو کھانے کے لیے بلاؤں۔ میں نے اعلان کیا، کھانا ٹولیوں کی صورت میں کھلایا گیا، کچھ لوگ اندر آتے، کھانا کھاتے اور باہر نکل جاتے، پھر دوسرے لوگ آ کر کھاتے اور باہر نکل جاتے، میں نے لوگوں کو پھر دعوت دی لیکن میں نے وہاں کسی ایسے شخص کو نہ دیکھا جس کو میں دعوت دیتا، چنانچہ میں نے کہا: یارسول اللہ! سب لوگ کھانا کھا چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے، کھانا اٹھا لو۔ تین آدمی گھر میں باتیں کرنے لگے۔ نبی کریم ﷺ باہر نکلے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لے گئے۔

آپ نے فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہا اور پوچھا کہ نئی اہلیہ کیسی ہے؟ اللہ برکت دے۔ اس طرح آپ باری باری تمام بیویوں کے حجروں میں گئے سب کو سلام کہا اور سب نے سلام کا جواب دیا اور وہی سوال کیا جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا تھا۔

پھر نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے تو وہ تین آدمی ابھی بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ بہت زیادہ حیا کا اظہار کرنے والے تھے، آپ انھیں دیکھ کر پھر گھر سے نکلے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا رخ کیا۔ مجھے یہ علم نہیں کہ میں نے آپ کو بتایا یا کسی اور نے کہ وہ آدمی جا چکے ہیں تو آپ واپس لوٹے۔

آپ نے حجرے کے دروازے کی دہلیز پر قدم رکھا ہی تھا، ایک قدم دروازے کے اندر تھا اور ایک باہر، سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے اور آپ کے درمیان پردہ حائل ہو گیا اور حجاب کی آیات نازل ہو گئیں۔ (1)

کیا خیال ہے اب ہم آیت حجاب پڑھیں جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کے دن نازل ہوئی تھیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

(1) صحیح البخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الاحزاب رقم الحدیث (۴۷۹۱)، صحیح مسلم کتاب النکاح باب زواج زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا رقم الحدیث (۱۴۲۸)، ترمذی رقم الحدیث (۳۲۷۰، ۳۲۷۱، ۳۲۷۲)، السمط الثمین (ص۱۲۵، ۱۲۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝﴾ (احزاب: ۳۳/ ۵۳)

''اے ایمان والو! اپنے نبی کے گھروں میں بغیر اجازت نہ چلے آیا کرو، نہ کھانے کا وقت تاکتے رہو۔ ہاں! اگر تمھیں کھانے پر بلایا جائے تو ضرور آؤ، مگر جب کھانا کھالو تو منتشر ہو جاؤ، باتیں کرنے میں نہ لگے رہو۔ تمھاری یہ حرکتیں نبی کو تکلیف دیتی ہیں مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے اور اللہ حق بات کہنے میں نہیں شرماتا۔ نبی کی بیویوں سے اگر تمھیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو، یہ تمھارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔ تمھارے لیے ہرگز جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف دو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔''

میں چاہتا ہوں کہ اس آیت کریمہ کے ضمن میں اس بات کی طرف اشارہ کروں کہ حجاب اس چیز کو کہتے ہیں جو طرفین کے درمیان رکاوٹ بن جائے جس کی وجہ سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا نہ جاسکے یعنی حجاب کی وجہ سے دیکھنا ختم ہو جاتا ہے۔ وہ لباس جو انسان پہنتا ہے وہ حجاب کے قائم مقام نہیں ہوسکتا یعنی لباس پہن کر یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ اب حجاب کی ضرورت نہیں رہی۔ لباس خواہ اس کی مقدار کوئی بھی ہو یا وہ کسی بھی نوعیت کا ہو، اگر چہ عورت کے تمام بدن کو ڈھانپ رہا ہو اس کو حجاب نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ایسا لباس پہن کر بھی عورت اپنے ماحول کو بخوبی دیکھ سکتی ہے اور لوگ بھی اس عورت کی ساخت کو دیکھ رہے ہوتے ہیں، اگر چہ اس نے سیاہ رنگ کا لباس سر کی چوٹی سے پاؤں کے تلووں تک پہن رکھا ہو۔

جس حجاب کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۵۳)

''ان سے پردے کے پیچھے سے مانگو۔''

یہ حجاب اس پردے کو کہتے ہیں۔ جو گھر میں مردوں اور عورتوں کے درمیان فاصلے کے لیے لٹکایا جاتا ہے۔

سیدنا فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے، انھوں نے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، حدیث میں اس کے الفاظ وارد ہوئے ہیں جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس طرح نقل کیا ہے:

((عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْحِجَابِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ)) ①

''انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس نیک بھی آتے ہیں اور بد بھی۔ اگر آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم دے دیں...... تو اس پر اللہ نے حجاب کی آیت نازل کر دی۔''

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حجاب کی فرضیت سے دلی طور پر رغبت رکھتے تھے تا کہ عورت کو مکمل تحفظ حاصل ہو جائے۔ ان کے اخلاص سے یہ آشکار ہوتا ہے کہ ان کے پیش نظر جس طرح عام مسلمانوں کی خیر خواہی اور فلاح و بہبود تھی اسی طرح ان کے دل میں امہات المومنین کے لیے بھی اخلاص اور خیر خواہی کا جذبہ تھا جن میں ان کی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ وہ دلی طور پر پسند کرتے تھے کہ کاش! حجاب کے بارے میں ایسا حکم الٰہی نازل ہو جس سے ان کے دل کو ٹھنڈک نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص کی لاج رکھی۔ اس عزت افزائی کے بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں جسے امام بخاری نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

((عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ اللّٰهَ فِیْ ثَلَاثٍ اَوْ وَافَقَنِیْ رَبِّیْ

① صحیح البخاری کتاب التفسیر باب لا تدخلوا بیوت النبی رقم الحدیث (۴۷۹۰)، مسند احمد رقم الحدیث (۱۵۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِیْ ثَلَاثٍ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوِ اتَّخَذْتَ مَقَامَ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی وَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَدْخُلُ عَلَیْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْحِجَابِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ آیَۃَ الْحِجَابِ۔ قَالَ: وَبَلَغَنِیْ مُعَاتَبَۃُ النَّبِیِّ ﷺ بَعْضَ نِسَاءِہٖ فَدَخَلْتُ عَلَیْھِنَّ قُلْتُ اِنِ انْتَھَیْتُنَّ اَوْ لَیُبَدِّلَنَّ اللّٰہُ رَسُوْلَہٗ خَیْرًا مِّنْکُنَّ حَتّٰی اَتَیْتُ اِحْدٰی نِسَاءِہٖ قَالَتْ یَا عُمَرُ اَمَا فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَایَعِظُ نِسَاءَہٗ حَتّٰی تَعِظَھُنَّ اَنْتَ؟ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَسٰی رَبُّہٗٓ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ مُسْلِمَاتٍ۔ الایۃ)) ①

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تین باتوں میں اللہ کی موافقت کی یا میرے رب نے تین باتوں میں میری موافقت کی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کاش کہ آپ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنا لیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس نیک اور بد آتے ہیں، اگر آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم دے دیں تو کتنا ہی اچھا ہو تو حجاب کی آیت نازل ہوگئی۔ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ملی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کو کسی بات پر ڈانٹا ہے۔ میں ان کے پاس آ گیا، میں نے انھیں کہا کہ تم باز آ جاؤ ورنہ اللہ اپنے رسول کے لیے تمھارے بدلے میں بہترین بیویاں لے آئے گا۔ میں ان میں سے ایک کے پاس گیا، اس نے کہا: اے عمر! کیا اللہ کے رسول کو زیادہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو نصیحت کریں یا تم ان کو نصیحت کرو گے؟ تو اللہ نے یہ آیت نازل کر دی، قریب ہے کہ اگر وہ تمھیں طلاق دے دیں تو اس کا پروردگار اس کے لیے تم سے بہتر بیویاں بدل کر لے آئے گا جو فرمانبردار ہوں گی......الخ''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے عمدہ ترین فضائل و مناقب

مسلسل برکتیں ہمیں میسر آ رہی ہیں اور خاص طور پر ام المومنین سیدہ زینب بنت

① بخاری کتاب التفسیر باب واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی، رقم الحدیث (۴۴۸۳)، مسند احمد رقم الحدیث (۱۵۲) الاسماء المبھمۃ للبغدادی (ص۹۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جحش رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر پاکیزہ خانہ نبوی کے آنگن میں قدم رکھتی ہیں تو مسلمانوں پر فیوض و برکات کا مینہ برسنے لگتا ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو ولیمے کی دعوت کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر مسلمانوں کو روٹی اور گوشت سے خوب شکم سیر کیا۔ وہ کھانے سے فارغ ہو کر چلے گئے پھر اس کے بعد دوسرے دن سیدہ ام سلیم بنت ملحان انصاریہ رضی اللہ عنہا نے کھانے کا اہتمام کیا جسے بہت زیادہ مخلوق نے کھایا، اس کھانے میں برکت ڈال دی گئی۔

آیئے! حدیث شریف کی روشنی میں اس بابرکت کھانے کی تفصیلات اور اس رات کی برکات کی چند جھلکیاں آپ کو دکھلاتے ہیں۔

بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی میں ابوعثمان الجعد نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو میری والدہ ماجدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا: ہمیں اس موقع کی مناسبت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفہ پیش کرنا چاہیے۔ میں نے کہا: اماں جان ضرور کیجیے۔ میری امی جان نے کھجور، گھی اور پنیر کا آمیزہ ایک بڑے برتن میں تیار کیا اور مجھے فرمایا کہ یہ لے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ نے اسے دیکھا اور فرمایا: ٹھیک ہے یہاں رکھ دو۔ پھر آپ نے مجھے حکم دیا کہ فلاں فلاں احباب اور ان کے علاوہ جو بھی تجھے ملیں سب کو دعوت دے دو۔ میں نے ایسے ہی کیا جیسے آپ نے مجھے حکم دیا تھا۔ جب میں واپس آیا تو گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے اس لذیذ آمیزے کو ہاتھ لگایا، کچھ پڑھا اور فرمایا کہ دس دس افراد اندر آتے جائیں۔ وہ کھانے کے لیے بیٹھتے تو آپ فرماتے: بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو اور ہر شخص اپنے آگے سے کھائے۔ راوی کہتے ہیں کہ انھوں نے کھانا کھایا اور شکم سیر ہو گئے۔ کھانے والوں کا پہلا گروہ باہر گیا اور دوسرا اندر آیا، یہاں تک کہ سب نے کھا لیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے انس! دستر خوان اٹھا لو۔ میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دستر خواں اٹھا لیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں نے جب دستر خوان بچھایا تھا اس وقت کھانا زیادہ تھا یا جب اسے اٹھایا اس وقت زیادہ تھا۔ ①

---

① صحیح البخاری کتاب التفسیر القرآن باب سورة الاحزاب رقم الحدیث (۴۷۹۳)
صحیح مسلم، کتاب النکاح باب فضیلة اعتاقه امته رقم الحدیث (۱۴۲۸)، ←

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوعثمان جعد نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کی تعداد کتنی تھی؟ انھوں نے بتایا: تقریباً تین سو کے قریب۔

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کے حوالے سے منظر عام پر آیا۔

زینب، عائشہ، حفصہ رضی اللہ عنہن اور قرآن

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ گھر میں داخل ہوئیں ان سے پہلے آپ کے حبالۂ عقد میں سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما موجود تھیں۔ حالات و واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے قدرے زیادہ محسوس کیا کیونکہ ان کے دل میں سوکن والی غیرت کچھ زیادہ ہی تھی کیونکہ زینب رضی اللہ عنہا ایک تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں، اس پر مستزاد یہ کہ ظاہر و باطن حسین و جمیل تھا پھر قرآنی آیات بھی ان کی شان میں نازل ہو چکی تھیں۔ اس لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مجھ سے زیادہ اہمیت حاصل نہ کر جائیں۔ اس خیال ہی سے وہ لرزہ براندام تھیں، لیکن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بڑی پاکیزہ دل، حوصلہ مند، ملنسار اور سلیقہ شعار ثابت ہوئیں اور ان کی گواہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود دی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بڑی تقویٰ شعار تھیں اور ہر کام میں ان کے پیش نظر اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی خوشنودی ہوتی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بارے میں جو شہادت دی اس کے الفاظ بخاری شریف میں یوں نقل ہوئے ہیں:

> ((قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا، وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم)) ①

> ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں وہی ایک تھیں جو آگے بڑھنے کے لیے میرے بالمقابل آتیں۔''

← ترمذی رقم الحدیث (۳۲۱۷)، نسائی (۶/ ۱۳۶، ۱۳۷)، طبقات ابن سعد (۸/ ۱۰۴، ۱۰۵)، نساء مبشرات بالجنة (۲/ ۱۷۳، ۱۷۴)، حیاة الصحابة (۲/ ۱ و ۶)، ازواج النبی للصالحی (ص۱۸۵)، السمط الثمین (ص۱۲۶، ۱۲۷)۔

① صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة النور رقم الحدیث (۴۷۵۰)، مسلم کتاب توبه باب فی حدیث الافك رقم الحدیث (۲۷۷۰)، ترمذی رقم الحدیث (۳۱۸۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر بن خیثمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں:

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ مِنْ نِسَائِهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُسَامِينِي فِي حُسْنِ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَهٗ غَيْرُهَا تَعْنِي زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ)) ①

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مقام و مرتبے کے اعتبار سے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے علاوہ میرا کوئی مقابلہ نہ کرتی۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس زیادہ دیر ٹھہرتے اس لیے کہ ان کی عادات اور خوبیاں آپ کو پسند تھیں۔ بسا اوقات آپ کا ان کے پاس قیام لمبا ہو جاتا اس لیے کہ آپ کی آمد پر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں شہد پیش کرتیں۔ سیدہ زینب کو یہ بہت پسند تھا کہ آپ کی خدمت میں شہد پیش کریں۔ یہ صورت حال سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کے لیے بڑی پریشان کن تھی۔ اس دوران میں غیرت ان دونوں کے دروازوں پر دستک دیتی رہتی اور دل میں سکناپے (سوکن کی حیثیت) کے جذبات اضطراب پیدا کرتے رہتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے آنگن میں نئی آنے والی کے خلاف جو احساسات سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کے دلوں میں انگڑیاں لیتے وہ ایک دوسرے سے اس کا اظہار کرتی رہتیں اور دونوں آپس میں صلاح مشورہ کرتیں کہ کسی طرح اس نئی آنے والی سوکن کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اہمیت کم کی جائے۔ اس صورت حال کا تذکرہ بخاری شریف میں کچھ اس طرح کیا گیا ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَوَاطَأْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ عَنْ اَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهٗ اَكَلْتَ مَغَافِيرَ اِنِّي اَجِدُمِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ قَالَ وَلٰكِنِّي كُنْتُ اَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَلَنْ اَعُودَ لَهٗ وَقَدْ حَلَفْتُ، لَاتُخْبِرِي بِذَالِكِ اَحَدًا)) ②

---

① الاستیعاب، اسد الغابة

② صحیح البخاری کتاب الایمان والنذور باب اذا حرم طعامه رقم الحدیث (٦٦٩١)، صحیح مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الکفارة علی من حرم رقم الحدیث (١٤٧٤)، سنن نسائی رقم الحدیث (٣٤٢١)، ابوداؤد رقم الحدیث (٣٧١٤)، مسند احمد رقم الحدیث (٢٤٣٦٨)، تفسیر القرطبی (١٨/ ١٧٧، ١٨٤)، الدرالمنثور للسیوطی (٦/ ٢١٣)، سیر اعلام النبلاء (٢/ ٢١٤)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پیا کرتے تھے اور ان کے پاس دیر تک رہتے۔ میں اور حفصہ نے اتفاق کر لیا کہ ہم میں سے کسی کے پاس آپ آئیں تو وہ یہ کہے کہ آپ نے مغافیر کھائی ہے؟ مجھے آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔ (چنانچہ جب آپ ہمارے پاس آئے تو ہم نے ایسا ہی کیا جس کے جواب میں) آپ نے فرمایا: نہیں! میں نے تو زینب بنت جحش کے ہاں سے شہد پیا ہے۔ (ہمارے اصرار پر آپ نے فرمایا کہ) میں نے قسم کھا لی ہے کہ آئندہ ہرگز شہد نہیں پیوں گا۔ آپ بھی کسی کو نہ بتائیں۔''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ○ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ○﴾

(التحریم: ٦٦/ ١ تا ٣)

''اے نبی! تم اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمھارے لیے حلال کی ہے؟ کیا اس لیے کہ تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو، اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ نے تم لوگوں کے لیے اپنی قسموں کی پابندی سے نکلنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے۔ اللہ تمھارا مولیٰ ہے اور وہی علیم و حکیم ہے۔ اور یہ معاملہ بھی قابل توجہ ہے کہ نبی نے ایک بات اپنی ایک بیوی سے راز میں کہی تھی پھر جب اس کی بیوی نے کسی اور کو وہ راز ظاہر کر دیا اور اللہ نے اپنے نبی کو اس افشائے راز کی اطلاع دے دی، تو نبی نے اس پر کسی حد تک اپنی بیوی کو خبردار کیا اور کسی حد تک اس سے چشم پوشی کی۔ پھر جب نبی نے اسے افشائے راز کی بات بتائی تو اس نے پوچھا: آپ کو اس کی کس نے خبر دی؟ نبی نے کہا: مجھے اس نے خبر دی ہے جو سب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ جانتا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان ﴿فَإِنْ تَتُوبَا﴾ "اور اگر تم دونوں توبہ کرلو۔" اس فرمان میں سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ ہے اور راز کی بات سے مراد یہ تھا کہ شہد نہ پینے کی قسم کسی کو نہ بتانا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس موقع پر یہ فرمانا کہ میں نے شہد پیا ہے، اگر منہ سے بدبو آتی ہے تو میں نے قسم کھائی ہے کہ آئندہ شہد نہیں پیوں گا اور تم بھی یہ بات کسی کو نہ بتانا، آپ نے یہ اقدام اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لیے کیا اور آپ کا یہ فرمانا کہ میں آئندہ ہرگز شہد نہیں پیوں گا یہ تحریم کے زمرے میں آتا ہے۔

جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں نے اللہ کی قسم کھائی ہے کہ آئندہ شہید نہیں پیوں گا، اس پر اللہ تعالیٰ کی یہ تنبیہ نازل ہوئی کہ "اے نبی! اسے تم کیوں حرام کرتے ہو جسے اللہ نے تمھارے لیے حلال کیا ہے؟"

یعنی شہد جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے آپ یہ کہہ کہ "آئندہ کبھی نہ پیوں گا" اسے حرام قرار دے رہے ہیں، محض اپنی بیویوں کی خوشنودی کی خاطر ایسا کر رہے ہیں۔ بہرکیف اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ [1]

اللہ علیم وخبیر کی جانب سے اس سبق آموز تنبیہ نے سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کو اس جرم کی توبہ کرنے پر آمادہ کیا جو ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اقدام کرتے ہوئے کیا تھا۔ وہ دونوں جان گئی تھیں کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا بڑا مقام و مرتبہ ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا نے فضل وشرف کے آسمان پر بلند پروازی کا اعزاز حاصل کیا اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ گھر میں قدم رکھتے ہی قرب وشرف کے اعلیٰ مراحل طے کر لیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک انھیں بلند مرتبہ نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بہت ہی عمدہ خوبیوں سے نواز رکھا تھا اور ان کی دلآویز نقوش سیرت نے انھیں خواتین کے درمیان نابغہ روزگار کا درجہ دے رکھا تھا۔

ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ اپنانے میں کوئی کسر باقی

[1] تفسیر القرطبی (۱۸/ ۱۷۷، ۱۸۴)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ اٹھا رکھی۔ وہ آپ کے اوصاف حمیدہ کا وافر حصہ اپنے نصیب میں لے رہی تھیں، خاص طور پر دنیا سے بے رغبتی کو انھوں نے اختیار کیا اور آخرت کو دنیا کے بدلے بہتر اور باقی رہنے والی قرار دیا، اسی لیے وہ ہاتھ کی کھلی تھیں یعنی صدقہ و خیرات دل کھول کر کیا کرتی تھیں۔

نبی کریم ﷺ اپنی بیوی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی اس دلآویز عادت کو خوب اچھی طرح جانتے تھے، اس لیے آپ کے دل میں ان کا بڑا مقام و مرتبہ تھا۔ اور آپ اکثر و بیشتر ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔ آپ اپنی بیویوں سے ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ زینب میری تمام بیویوں میں ہاتھ کی زیادہ فراخ ہے یعنی زیادہ سخی ہے۔

صحیح مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ایک حدیث مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

((عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَسْرَعُكُنَّ لِحَاقًا بِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا قَالَتْ فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا قَالَتْ فَكَانَتْ أَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَتَصَدَّقُ)) [1]

''ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں جس کے ہاتھ لمبے ہیں وہ مجھے سب سے پہلے ملے گی۔ وہ فرماتی ہیں: ازواج مطہرات ناپتی تھیں کہ کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم سب میں زینب کے ہاتھ زیادہ لمبے تھے، اس لیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتی تھیں۔''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زندگی میں نہایت خوشگوار لمحات آئے۔ نبی کریم ﷺ نے عبادت گزاری اور خشوع کے اعتبار سے ان کی بہت تعریف کی، جس طرح

---

[1] صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب فضل صدقۃ رقم الحدیث (۱۴۲۰)، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل زینب رضی اللہ عنہا رقم الحدیث (۲۴۵۲)، مسند احمد رقم الحدیث (۲۳۷۵۲)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۱۳)، ازواج النبی للصالحی (ص۱۸۷)، نساء مبشرات بالجنۃ (۱/ ۲۷۴)، السمط الثمین (ص۱۲۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے:

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اِنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ أَوَّاهَةٌ قِيلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْأَوَّاهَةُ؟ قَالَ ﷺ الْخَاشِعَةُ الْمُتَضَرِّعَةُ ﴿وَاِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ﴾ (ھود: ۱۱/ ۷۵)

''عبداللہ بن شداد سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ زینب بنت جحش بڑی اواہہ ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اواہہ کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ سے ڈرنے والی، گڑگڑانے والی کو اواہہ کہتے ہیں (ذیل میں یہ آیت پیش کی:) بلاشبہ ''سیدنا ابراہیم علیہ السلام اواہ (یعنی اللہ سے ڈرنے والے) اور اس کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔''

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کثرت سے نماز پڑھا کرتی تھیں، دل میں خشوع وخضوع وافر مقدار میں تھا اور ہمیشہ اللہ سے لو لگائے رکھتیں۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ عمدہ واعلیٰ صفات بہت پسند تھیں۔ آپ کو ان کی نماز اور اللہ تعالیٰ سے ربط وضبط بہت پسند تھا۔

طبرانی میں راشد بن سعد طبرانی سے یہ روایت مذکور ہے:

((قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَاِذَا هُوَ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ تُصَلِّيْ وَهِيَ تَدْعُوْ فِيْ صَلَاتِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّهَا لَاَوَّاهَةٌ)) ②

''کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اچانک دیکھا کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نماز پڑھ رہی ہیں اور اپنی نماز میں دعا کر رہی ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ بڑی اللہ سے ڈرنے والی خاتون ہے۔''

---

① حلیۃ الاولیاء (۲/ ۵۳، ۵۴)، السمط الثمین (ص۱۲۸، ۱۲۹)، الاستیعاب (۴/ ۳۰۹)، عیون الاثر (۲/ ۳۸۳)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۱۷)، ازواج النبی للصالحی (ص۱۸۸)۔

② مجمع الزوائد (۹/ ۲۴۷، ۲۴۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ اکثر و بیشتر ان کی تعریف کرتے ہوئے انھیں ''اواہہ'' کی خوبی سے یاد کرتے۔

رسول اللہ ﷺ کی یہ گواہی بلاشبہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے مرتبہ و مقام کو بلند کرنے کے لیے بہت بڑی علامت تھی۔

ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرتے ہوئے کیا خوب فرماتے ہیں:

((اَلْخَاشِعَةُ، الرَّاضِيَةُ، الْاَوَّاهَةُ، الدَّاعِيَةُ)) ①

''ڈرنے والی، خوش دل، اللہ سے ڈرنے والی، مبلغہ''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے خصوصی ارتباط کو خوب اچھی طرح جانتی تھیں۔ جس کی وجہ سے انھیں بڑا بلند مقام حاصل تھا۔ اس لیے وہ نبی کریم ﷺ سے کہا کرتی تھیں: اے اللہ کے رسول! مجھے تمام ازواج مطہرات میں تین اعتبار سے ان پر فوقیت حاصل ہے۔

① میرا اور آپ کا دادا ایک ہے۔

② اللہ نے آپ کے ساتھ میرا نکاح آسمان پر کیا۔

③ ہمارے نکاح میں جبریل علیہ السلام نے سفارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ ②

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا دیگر ازواج مطہرات پر اپنے بلند مرتبہ و مقام کا فخریہ اظہار کرتے ہوئے فرمایا کرتی تھیں:

((اَنَا اَكْرَمُكُنَّ وَلِيًّا، وَاَكْرَمُكُنَّ سَفِيْرًا، زَوَّجَكُنَّ اَهْلُكُنَّ، وَزَوَّجَنِي اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ)) ③

''میں ولی کے اعتبار سے اور سفیر کے اعتبار سے تم سب سے بڑھ کر معزز ہوں۔ تمھاری شادی تمھارے گھر والوں نے کی اور میری شادی اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر کی۔''

ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کے سفر میں رفاقت کی

---

① حلية الاولياء (۲/ ۵۱)۔

② انساب الاشراف (۱/ ۴۳۵)، البداية والنهاية (۴/ ۱۴۶)۔

③ نساء مبشرات بالجنة (۱/ ۲۶۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعادت حاصل کی۔ طائف کے محاصرے اور غزوہ خیبر میں یہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَطْعَمَ زَیْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ بِخَیْبَرَ مِائَةَ وَسْقٍ)) ①

''کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے مال غنیمت سے زینب بنت جحش کو سو وسق غلہ دیا۔''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے عبادت کے سفر میں بھی رسول اللہ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات کے ساتھ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب سے فرمایا:

((هٰذَا ثُمَّ ظُهُوْرُ الْحُصُرِ))

''بس اس کے بعد گھروں میں چٹائی پر بیٹھنا ہوگا۔''

آپ کی مراد یہ تھی کہ اس سفر کے بعد ازواج مطہرات اپنے گھروں کو لازم پکڑ لیں اور گھروں سے باہر سفر پر نکلنا بند کر دیں۔

ام المومنین سودہ بنت زمعہ اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہما کے علاوہ دیگر ازواج مطہرات حج بجیں دکھائی دیتی تھیں وہ دونوں کہا کرتی تھیں:

((لَا تَحَرَّکُنَا دَابَّةٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) ②

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد سواری کو حرکت نہیں دی۔''

یعنی سواری پر سوار ہو کر کہیں نہیں گئیں۔

مسند امام احمد میں ایک روایت یہ ہے:

((فَکَانَتَا تَقُوْلَانِ وَاللّٰهِ لَا تَحَرَّکُنَا دَابَّةٌ بَعْدَ اَنْ سَمِعْنَا ذَالِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) ③

''وہ دونوں کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان سننے کے بعد اللہ کی قسم! ہم

---

① طبقات ابن سعد (۸/ ۱۰۷)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۱۵)۔

② المغازی (۳/ ۱۱۱۵)، طبقات ابن سعد (۸/ ۲۰۸)۔

③ مسند احمد (سد۶/ ۳۲۴)، مجمع الزوائد (۳/ ۲۱۴)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے سواری کو حرکت بھی نہیں دی۔"

اس طرح ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تو اپنے گھر کی ہو کر رہ گئیں۔

علامہ محمد بن سعد رحمہ اللہ طبقات میں رقم طراز ہیں:

((لَمْ تَحُجَّ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ بَعْدَ حَجَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الَّتِي حَجَّتْهَا مَعَهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ سَنَةَ عِشْرِينَ)) ①

"رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے بعد زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے حج نہیں کیا، یہاں تک کہ وہ ۲۰ھ میں خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے دوران میں فوت ہو گئیں۔"

ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی وصیت کو زندگی بھر پلے باندھے رکھا آپ نے اپنی بیویوں کو یہ وصیت کی تھی:

((اَيُّكُنَّ اتَّقَتِ اللّٰهَ وَلَمْ تَأْتِ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَلَزِمَتْ ظَهْرَ حَصِيرِهَا فَهِيَ زَوْجَتِي فِي الْآخِرَةِ))

"تم میں سے جو اللہ سے ڈری اور اس نے کسی واضح برائی کا ارتکاب نہ کیا اور اپنے گھر میں چٹائی پر بیٹھی رہی وہ آخرت میں میری بیوی ہوگی۔"

امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی جانب سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی تعریف

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک عورت کا دوسری عورت کی تعریف کرنا کوئی آسان بات نہیں، ایک خاتون کا دوسری خاتون کی تعریف کرنا بڑے جی گردے کا کام ہے، ظاہری حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عورت کی طبعی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی دوسری عورت کی تعریف مشکل ہی سے کرتی ہے۔ یہ طبعی سخاوت اس کے لیے نہایت مشکل کام ہے کہ اپنی ہم جنس خواتین کی اپنی زبان سے تعریف کرے۔ ایک قدیم شاعر کیا خوب کہتا ہے:

كَضَرَائِرِ الْحَسْنَاءِ قُلْنَ لِوَجْهِهَا
حَسَدًا وَبَغْيًا إِنَّهُ لَذَمِيمٌ

"حسین و جمیل عورت کی سوکنوں کی طرح جنھوں نے حسد اور ظلم و زیادتی کی بنا پر اس سے کہا کہ تیرا چہرہ تو بدصورت ہے۔"

---

① طبقات ابن سعد (۸/ ۲۰۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن امہات المومنین کی شان ہی کچھ نرالی تھی، وہ ایک دوسری کا حق جانتی پہچانتی تھیں۔ چونکہ وہ ادب نبوی کے سرچشمے سے سیراب ہوئی تھیں اور انھوں نے قرآن کے ادب سے غذا حاصل کی تھی اس لیے ازواج مطہرات حق بات کہا کرتی تھیں اور وہ اللہ کی رضاء کو پیش نظر رکھتے ہوئے کھلے دل سے ایک دوسری کی تعریف کیا کرتی تھیں۔ جس میں کوئی خوبی ہوتی وہ اس کا برملا اعتراف کیا کرتی تھیں۔ اس میں کوئی چاپلوسی کا انداز نہ ہوتا بلکہ دل کی گہرائی سے ایک دوسری کی خوبیوں کا اعتراف کرتیں۔

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا امہات المومنین کی خوبیوں کا برملا اعتراف کیا کرتی تھیں۔ ان کے دل میں ہر ایک کی خیر خواہی کے جذبات پائے جاتے تھے اور وہ ہر ایک سے حسن سلوک سے پیش آیا کرتی تھیں اور ازواج مطہرات کی کھلے دل سے تعریف کیا کرتی تھیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو بہتان کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا ہے اس میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے بڑی عظمت کا ثبوت دیتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دیانت، امانت اور تقویٰ کی بارے میں واضح الفاظ میں گواہی دی تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے میرے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ آپ فرماتے: اے زینب! تیرا عائشہ کے بارے میں کیا خیال ہے یا تجھے اس کے بارے میں کیا معلومات ہیں؟ وہ کہتیں: اے اللہ کے رسول! میں اپنے کانوں اور آنکھوں کی حفاظت کرتی ہوں، میری معلومات کے مطابق عائشہ سراپا خیر ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات میں صرف زینب (رضی اللہ عنہا) میرے بالمقابل آتی تھیں۔ اللہ نے انھیں تقویٰ کی خوبی کی بنا پر تہمت میں واقع ہونے سے بچا لیا۔[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی باتیں بڑی قیمتی ثابت ہوئیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی تعریف میں رطب اللسان دکھائی دیتی ہیں۔ فرماتی ہیں کہ وہ بڑی فضیلتوں، رفعتوں، عزتوں اور دلآویز خوبیوں کی مالک تھی۔ مسلم شریف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث مروی ہے جس میں وہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی تعریف کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

---

[1] صحیح البخاری کتاب تفسیر سورۃ النور (۴۷۵۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((فَاَرْسَلَ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ ﷺ زَیْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ وَهِیَ الَّتِی كَانَتْ تُسَامِینِی مِنْهُنَّ فِی الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ وَلَمْ اَرَ امْرَاَةً قَطُّ خَیْرًا فِی الدِّیْنِ مِنْ زَیْنَبَ وَاَتْقٰی لِلّٰهِ وَاَصْدَقَ حَدِیْثًا وَ اَوْصَلَ لِلرَّحِمِ، وَاَعْظَمَ صَدَقَةً، وَاَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِی الْعَمَلِ الَّذِیْ تَصَدَّقُ بِهٖ وَتَقَرَّبُ بِهٖ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی۔ اَلْحَدِیْثَ)) ①

''ازواج مطہرات نے نبی کریم ﷺ کی بیوی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو (نبی ﷺ سے بات کرنے کے لیے) بھیجا۔ ان میں سے وہی رسول اللہ ﷺ کے نزدیک مقام و مرتبے کے اعتبار سے میرا مقابلہ کیا کرتی تھیں۔ میں نے دینی لحاظ سے زینب سے بڑھ کر کسی خاتون کو نہیں دیکھا۔ وہ اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والی، سب سے زیادہ سچی بات کہنے والی، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والی، سب سے بڑھ کر صدقہ کرنے والی اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے سب سے بڑھ کر محنت کرنے اور اپنی کمائی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والی تھیں۔''

مسند امام احمد میں مذکور ہے کہ سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں:

((وَلَمْ اَرَ امْرَاَةً خَیْرًا مِنْهَا، وَاَكْثَرَ صَدَقَةً وَاَوْصَلَ لِلرَّحِمِ، وَاَبْذَلَ لِنَفْسِهَا فِیْ كُلِّ شَیْءٍ تَقَرَّبُ بِهٖ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ زَیْنَبَ)) ②

''میں نے ان سے بڑھ کر بہتر، زیادہ صدقہ کرنے والی، زیادہ صلہ رحمی کرنے والی کوئی خاتون نہیں دیکھی۔ زینب اللہ کے قرب کا باعث بننے والے ہر کام کو خوب محنت سے کرتیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی تعریف صدقہ و خیرات کے حوالے سے کرتی ہوئی

① صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب فضل عائشة رضی اللہ عنہا رقم الحدیث (۲۴۴۲)، سنن نسائی کتاب عشرة النساء باب حب الرجل بعض نسائه رقم الحدیث (۳۹۴۴)، حلیة الاولیاء (۲/ ۵۳)، الاستیعاب (۲/ ۳۰۸)۔

② مسند احمد (۶/ ۱۵۱)، صفة الصفوة (۲/ ۴۸)، حلیة الاولیاء (۲/ ۵۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتی ہیں:

((وَكَانَتْ اَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ، لِاَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ)) ①

''زینب ہم سب میں زیادہ لمبے ہاتھ والی تھیں کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتیں اور پھر اللہ کی راہ میں صدقہ کرتی تھیں۔''

جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی بہت سی خوبیاں بیان کیں۔ ان کی سخاوت کو سراہا، ان کے فضائل ومناقب بیان کیے اور وہ لوگوں کو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی خوبیاں بتایا کرتی تھیں۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن انصاریہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی تعریف کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

((يَرْحَمُ اللّٰهُ زَيْنَبَ، لَقَدْ نَالَتْ فِي الدُّنْيَا الشَّرَفَ الَّذِيْ لَا يَبْلُغُهُ شَرَفٌ اِنَّ اللّٰهَ زَوَّجَهَا وَنَطَقَ بِهِ الْقُرْآنُ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَنَا اَسْرَعُكُنَّ بِيْ لُحُوْقًا اَطْوَلُكُنَّ بَاعًا فَبَشَّرَهَا بِسُرْعَةِ لُحُوْقِهَا بِهِ وَهِيَ زَوْجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ))

''اللہ زینب (رضی اللہ عنہا) پر رحم کرے! انھوں نے دنیا ہی میں وہ عزت پائی کہ اس عزت کو کوئی شرف نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ نے ان کی شادی کی اور قرآن نے اس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کہا: تم میں جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہوں گے وہ تم سب سے جلدی مجھے ملے گی یعنی اسے اپنے ساتھ جلدی ملنے کی بشارت دی کہ وہ آپ کی جنت میں بیوی ہوگی۔''

امہات المومنین میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ایک امتیاز یہ حاصل تھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے کماتیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتی تھیں۔ یہ ان کی نیکی، حسن سلوک اور سخاوت کا نقطۂ عروج تھا۔

---

① صحیح مسلم كتاب فضائل الصحابة باب فضائل زينب رضی اللہ عنہا رقم الحديث (۲۴۵۲)، سنن نسائی رقم الحديث (۲۵۴۱)، صحيح البخاری كتاب الزكاة باب فضل صدقة رقم الحديث (۱۴۲۰)، مسند احمد رقم الحديث (۲۳۷۵۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی خاتون جب خود اپنے ہاتھ سے کمائی کرتی ہے اور پھر مالی سخاوت کرتی ہے تو یہ اس کی اعلیٰ ظرفی کی علامت ہوتی ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی اس خوبی کا تذکرہ اس انداز میں کرتی ہیں:

((كَانَتْ زَيْنَبُ صَنَّاعَ الْيَدِ فَكَانَتْ تَدْبَغُ وَتَخْرُزُ وَتَصَدَّقُ)) ①

''زینب ہاتھ کی کاریگر تھیں، وہ رنگسازی اور سلائی کا کام کرتی تھیں اور جو حاصل ہوتا اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتی تھیں۔''

اگر ہم وہ تعریفات شمار کرنے لگیں جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شان میں بیان کی ہیں تو یہ چیز بالکل واضح ہو جائے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان سے کتنی محبت تھی، ان کے دل میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی کتنی قدر تھی۔ ہمیں اس سے اس بات کا پتہ چل جائے گا کہ واقعی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا امہات المومنین کے عمدہ ہار کا ایک قیمتی اور نادر موتی ہیں۔ بلاشبہ زندوں کی تعریف ان کے فضائل و مناقب کو اجاگر کرتی ہے لیکن فوت شدگان کی تعریف ان کی خوبیوں کی اور زیادہ یاد دلاتی ہے۔

جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بارے میں فرمایا:

((لَقَدْ ذَهَبَتْ حَمِيدَةً، مُتَعَبِّدَةً، مُفْزَعُ الْيَتَامٰى وَالْأَرَامِلِ)) ②

''قابل تعریف، عبادت گزار، یتیموں اور بیواؤں کی غمگسار چل بسی۔''

جب کبھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا جاتا تو وہ دیر تک ان کے محاسن بیان کرتی رہتیں۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات میں لکھا ہے:

((اِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ لَقَدْ نَالَتْ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا الشَّرَفَ الَّذِي لَا يَبْلُغُهُ شَرَفٌ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ زَوَّجَهَا نَبِيَّهُ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الدُّنْيَا وَنَطَقَ بِهِ الْقُرْآنُ)) ③

''اللہ زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہا) پر رحم کرے! انھوں نے دنیا میں وہ عزت پائی جس

① طبقات ابن سعد (۸/ ۱۰۸)، تہذیب الاسماء واللغات (۲/ ۳۴۵)۔

② نساء مبشرات بالجنة (۱/ ۲۶۸)۔

③ تہذیب الاسماء واللغات (۲/ ۳۴۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ ان کی شادی اللہ نے اپنے نبی سے کی اور قرآن نے ان کی گواہی دی۔''

سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے اپنی خالہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: خالہ جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آپ کی کون سی بیوی زیادہ ترجیح رکھتی تھی؟

فرماتی ہیں کہ جہاں تک میرا خیال ہے، میرے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب اور ام سلمہ (رضی اللہ عنہما) کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ ①

دیگر امہات المومنین میں سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی تعریف کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

((كَانَتِ امْرَأَةً صَالِحَةً صَوَّامَةً قَوَّامَةً)) ②

''وہ نیک، روزے دار اور عبادت گزار خاتون تھیں۔''

یہ گواہی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے مقام و مرتبے کو بہت زیادہ بلند کر دیتی ہے اور انھیں عبادت اور نیکی کے ارفع مقام پر فائز کر دیتی ہے۔ ان کا یہ مقام و مرتبہ ان کے لیے بہت کافی و وافی دکھائی دیتا ہے۔ جس طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی تعریف کیا کرتی تھیں اسی طرح سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ان کی بہت زیادہ تعریف کیا کرتی تھیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنی امی جان کو سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا، وہ ان کے لیے رحمت کی دعاء کر رہی تھیں اور ان کے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے باہمی خوشگوار تعلقات کے بارے میں تفصیلات بیان کر رہی تھیں۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اپنے بارے میں فرماتی ہیں:

((إِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَنَا كَأَحَدٍ مِنْ نِسَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ إِنَّهُنَّ زُوِّجْنَ بِالْمُهُوْرِ وَ زَوَّجَهُنَّ الْأَوْلِيَاءُ، وَ زَوَّجَنِي اللّٰهُ رَسُوْلَهُ، وَأَنْزَلَ فِي الْكِتَابِ يَقْرَأُ بِهِ الْمُسْلِمُوْنَ، لَا يُبَدَّلُ وَلَا يُغَيَّرُ: وَإِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ))

''میں اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر بیویوں کی طرح نہیں ہوں۔ ان کی

① طبقات ابن سعد (۱/ ۱۱۴)۔

② تہذیب الاسماء واللغات (۲/ ۳۴۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادیاں مہروں کے ساتھ ہوئیں اور ان کے ولیوں نے ان کی شادی کا اہتمام کیا جبکہ میری شادی اللہ نے اپنے رسول سے کی، میرے بارے میں قرآن میں آیات نازل ہوئیں جنہیں مسلمان پڑھتے ہیں جن میں کوئی تغیر وتبدل نہیں ہوگا اور وہ وحی یہ ہے: ''جب تم اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے انعام کیا۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ پسند تھیں آپ زیادہ وقت ان کو دیا کرتے تھے۔ وہ بڑی نیک، روزے دار اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ وہ اپنے ہاتھ سے کمائی کرتیں اور مساکین پر خرچ کرتی تھیں۔ ①

حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ بڑے بڑے فقہاء اور علمائے کرام امہات المومنین سے خوشہ چینی کرتے ہوئے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی تعریف کرتے ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھتے ہیں:

((كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ وَكَانَتْ كَثِيرَةَ الْخَيْرِ وَ الصَّدَقَةِ)) ②

''زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا پہلی مہاجرات میں سے تھیں اور وہ کثرت سے صدقہ و خیرات کیا کرتی تھیں۔''

علامہ ذہبی رحمہ اللہ کا قول سیر اعلام النبلاء میں یوں رقم ہے:

((كَانَتْ مِنْ سَادَةِ النِّسَاءِ دِينًا وَ وَرَعًا وَجُودًا وَ مَعْرُوفًا رضی اللہ عنہا)) ③

''وہ دین، تقویٰ، سخاوت اور نیکی کے کاموں میں عورتوں کی سردار تھیں، اللہ ان سے راضی ہو۔''

علامہ ذہبی نے تاریخ اسلام میں اور وفیات المشاہیر والاعیان میں سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا مختصر تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

((كَانَتْ كَثِيرَةَ البِرِّ وَالصَّدَقَةِ)) ④

---

① طبقات ابن سعد (۱/ ۱۰۳)، الاصابة (۴/ ۳۰۷)۔

② البداية والنهاية (۴/ ۱۴۸)۔

③ سير اعلام النبلاء (۲/ ۲۱۲)۔

④ تاريخ الاسلام للذهبى عهد الخلفاء الراشدين (ص ۲۱۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ بہت زیادہ نیکی کا کام اور صدقہ کیا کرتی تھیں۔''

علامہ واقدی رحمہ اللہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((كَانَتِ امْرَأَةً صَالِحَةً، صَوَّامَةً، قَوَّامَةً، صَنَّاعًا تَتَصَدَّقُ بِذَالِكَ كُلِّهِ عَلَى الْمَسَاكِيْنِ))

''وہ نیک، روزے دار، عبادت گزار اور ماہر کاریگر خاتون تھیں جو کچھ اپنے ہاتھ سے کماتیں مساکین پر صدقہ کر دیتی تھیں۔''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا خلفائے راشدین کے دور میں

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور پایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کا ہر طرح سے بہت زیادہ خیال رکھا جاتا تھا کیونکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ گھر میں کیا مقام و مرتبہ ہے؟ وہ اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے مقام و مرتبے کا خیال رکھنے کی تلقین کیا کرتے تھے کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ یہ دونوں خواتین اہل بیت کی خواتین میں بڑا ممتاز مقام رکھتی تھیں اور یہ دونوں اس طرح تھیں جیسے کسی قیمتی ہار میں دو نادر موتی ہوتے ہیں۔

فاروق اعظم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی ان کا ہر طرح سے خیال رکھا جاتا۔ آپ اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو ان کا احترام و اکرام ملحوظ خاطر رکھنے کی تلقین کیا کرتے تھے کیونکہ وہ ان کے مقام و مرتبے کو اچھی طرح جانتے تھے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان کے قدر دان تھے، وہ ان کے ورع اور تقویٰ کی گواہی دیتے تھے اور دنیا سے ان کی بے رغبتی کے معترف تھے۔ واقعی دنیا ان کے ہاتھ کی میل تھی اور دنیا کو ان کے دل میں کوئی جگہ حاصل نہ تھی۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ امہات المومنین میں سے ہر ایک کو بارہ ہزار درہم سالانہ دیا کرتے تھے لیکن ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا وہ تمام درہم رشتہ داروں، یتیموں، مساکین، قریش کی بیواؤں اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا کرتی تھیں اور ان دراہم میں سے اپنے لیے کچھ باقی نہیں رکھتی تھیں۔ جب یہ دراہم سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ملتے تو ضرورت مندوں کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی کہ اب ضرور ہمیں ہمارا حصہ ملے گا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے اس دلآویز طرز عمل کا مشاہدہ ہمیں مسلسل نظر آتا رہے گا۔ جس سال آپ نے وفات پائی اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کا حصہ ان کے گھر پہنچا دیا تو انھوں نے دیکھ کر فرمایا: اللہ عمر رضی اللہ عنہ کو بخش دے۔ امہات المومنین میں سے میری بہنیں مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہیں۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ سارا آپ کا حصہ ہے۔

زبان سے نکلا "سبحان الله العظيم" یہ کہا اور سارے مال کو کپڑے سے چھپا دیا اور فرمایا کہ اس پر بھی کپڑا ڈال دو۔ پھر ایک برزہ بنت رافع نامی خاتون کو حکم دیا کہ اے برزہ! اندر داخل ہو، وہاں سے دراہم کی ایک مٹھی بھرو اور فلاں کے بیٹوں کو جا کر دے آؤ۔ پھر فلاں کے بیٹوں کو دے کر آنا۔ انھوں نے اپنے رشتہ داروں اور یتیموں کی پوری جماعت کے نام لیے۔ کپڑے کے نیچے ابھی درہم موجود تھے۔ برزہ بنت رافع نے عرض کی: ام المؤمنین! اللہ آپ کو بخش دے، واللہ! اس کپڑے کے نیچے جو دراہم ہیں وہ ہمارا حق ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا:

ٹھیک ہے جتنے دراہم کپڑے کے نیچے ہیں وہ تم لے لو۔

برزہ بنت رافع کہتی ہیں کہ ہم نے درہم گنے تو وہ پورے پچاس درہم تھے۔

پھر اس کے بعد ام المومنین نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ دعاء کی:

((اَللّٰهُمَّ لَا يُدْرِكُنِي عَطَاءٌ لِعُمَرَ بَعْدَ عَامِي هٰذَا))

"الٰہی! اس سال کے بعد عمر (رضی اللہ عنہ) کا عطیہ میرے پاس نہ آئے۔"

اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کی اور وہ اسی سال وفات پا گئیں۔ [1]

علامہ ابن سعد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((مَا تَرَكَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا كَانَتْ تَتَصَدَّقُ بِكُلِّ مَا قَدَرَتْ عَلَيْهِ وَكَانَتْ مَأْوَى الْمَسَاكِينِ))

"زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے کوئی درہم و دینار نہیں چھوڑا۔ وہ جس پر بھی قدرت رکھتیں اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا کرتی تھیں اور وہ مساکین کی جائے پناہ تھیں۔"

---

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۱۲)، نساء مبشرات بالجنۃ (۱/ ۲۷۰)، طبقات ابن سعد (۸/ ۱۰۹، ۱۱۰)، فتوح البلدان (ص۵۵۵)، صفۃ الصفوۃ (۲/ ۴۸، ۴۹)، حلیۃ الاولیاء (۲/ ۵۴)، ازواج النبی للصالحی (ص۱۸۹)، الاصابۃ (۴/ ۳۴۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن سعد رحمہ اللہ محمد بن کعب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا سالانہ وظیفہ بارہ ہزار درہم تھا اور انھوں نے یہ وظیفہ صرف ایک سال وصول کیا۔ جب یہ درہم ان کے سامنے آئے تو انھوں نے دعا کی: الٰہی! یہ مال میرے پاس نہ آئے، یہ تو فتنہ ہے۔ پھر اس مال کو ضرورت مندوں اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ فرمانے لگے کہ یہ خاتون بڑی نیک دل ہے ان سے خیر ہی کی امید کی جاسکتی ہے۔ اس کے بعد آپ ان کے گھر تشریف لے گئے، دروازے پر کھڑے ہو کر سلام عرض کیا اور فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے اپنا سارا وظیفہ ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ ایک ہزار میں آپ کے لیے اور لایا ہوں، برائے مہربانی یہ اپنی ضروریات کے لیے رکھ لیجیے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب دے کر واپس گئے تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے وہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیے۔[1]

احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت

ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ان امہات المومنین میں سے تھیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو روایت کرنے کی سعادت حاصل کی، جنھوں نے احادیث نبویہ کو زبانی یاد کیا اور پھر انھیں آگے روایت کیا۔

ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے زیادہ احادیث مروی نہیں ہیں۔ ان سے صرف گیارہ احادیث مروی ہیں جن میں سے دو پر امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کا اتفاق ہے۔[2] ان سے مروی باقی احادیث ترمذی، ابوداود، نسائی اور ابن ماجہ میں مذکور ہیں۔ اسی طرح ان سے مروی بعض احادیث مسند امام احمد اور مسند ابویعلی میں بھی منقول ہیں۔

ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے مردوں میں سے ان کے بھتیجے محمد بن عبداللہ بن جحش اور قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہما اللہ نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی، اور امہات المومنین میں سے رملہ بنت ابی سفیان اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے حدیث روایت کی جو ام حبیبہ کی کنیت سے مشہور و معروف ہیں اور صحابیات میں سے زینب بنت ابی سلمہ اور کلثوم بنت مصطلق رضی اللہ عنہما

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۱۱۰)۔

[2] بخاری رقم الحدیث (۵۳۳۵)، (۷۰۵۹)، مسلم رقم الحدیث (۱۴۸۷)، (۲۸۸۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ①

ان مشہور و معروف احادیث میں سے جو صحیحین میں ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جو حمید بن نافع کی سند سے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مروی ہے:

((قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِیْنَ تُوُفِّیَ اَخُوْھَا فَدَعَتْ بِطِیْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَالِیْ بِالطِّیْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَیْرَ اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ عَلَی الْمِنْبَرِ لَایَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلَی الْمَیِّتِ فَوْقَ ثَلَاثِ لِیَالٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا)) ②

”کہتی ہیں کہ جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا بھائی فوت ہوا تو میں ان کے پاس گئی انھوں نے خوشبو منگوائی اور اسے ملا، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی چنداں ضرورت نہ تھی، بات صرف یہ تھی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا آپ منبر پر فرما رہے تھے: کسی ایسی عورت کے لیے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے یہ جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔“

بخاری شریف میں ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کے حوالے سے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی روایت مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن گھبرائے ہوئے ان کے پاس آئے اور فرمانے لگے:

---

① الاصابة (۴/ ۳۰۷)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۱۲)، المجتبی (ص۹۴)، تلقیح (ص۳۶۹، ۴۰۴)، تهذیب الاسماء واللغات (۲/ ۳۴۶)، تهذیب التهذیب (۱۲/ ۴۲۰، ۴۲۱)، نساء من عصر النبوة (۲/ ۱۸۱)۔

② صحیح البخاری کتاب الطلاق باب تحد المتوفی عنها رقم الحدیث (۵۳۳۵)، صحیح مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الاحداد رقم الحدیث (۱۴۸۷)، ترمذی رقم الحدیث (۱۱۹۶)، نسائی رقم الحدیث (۳۵۳۳)، ابوداؤد (۲۲۹۹)، مسند احمد رقم الحدیث (۲۵۵۲۹)، موطا امام مالک رقم الحدیث (۱۰۹۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاجُوجَ وَ مَاجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ)) ①

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ عرب اس شر سے ہلاک ہو گئے جو قریب آ پہنچا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں یعنی انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی کے ساتھ حلقہ بناتے ہوئے فرمایا: آج یاجوج و ماجوج کی دیوار میں اس حلقے کے برابر سوراخ ہو گیا ہے۔ یہ سن کر زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کیا ہم تباہ ہو جائیں گے جبکہ ہمارے درمیان نیک لوگ بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جب خباثت زیادہ ہو جائے گی۔''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات اور ان کی وصیت

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے خلافت راشدہ کا کچھ دور دیکھا۔ ۲۰ھ میں ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا نے محسوس کیا کہ اب دنیا سے اللہ مالک کی طرف کوچ کرنے کا وقت قریب آ چکا ہے۔ بیماری بڑھ گئی تو امہات المومنین نے ان کی تیمارداری کی۔ جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے کہا میں نے اپنا کفن تیار کیا ہے۔ اگر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے میرے لیے کفن بھیجا تو دونوں میں سے ایک کا صدقہ کر دینا۔ اگر ہو سکے تو جو میرا حق ہے اس کو بھی صدقہ کر دو تو ایسا کر ہی گزرنا۔ ②

۲۰ھ کو ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں، ان کی پاکیزہ روح راضی خوشی قفس عنصری سے پرواز کر کے اپنے رب کے پاس پہنچ گئی اور یہ واقعہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیش آیا۔ اس وقت ان کی عمر ۵۳ سال تھی۔

---

① بخاری کتاب الفتن باب یاجوج و ماجوج رقم الحدیث (۷۱۳۵)، صحیح مسلم کتاب الفتن باب اقتراب الفتن وفتح ردم یاجوج و ماجوج رقم الحدیث (۲۸۸۰)، ترمذی رقم الحدیث (۲۱۸۷)، سنن ابن ماجہ (۳۹۵۳)، مصنف عبدالرزاق (۱۱/ ۳۶۳)، مسند احمد (۶/ ۴۲۸، ۴۲۹)، دلائل النبوۃ للبیہقی (۶/ ۴۰۶)۔

② سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۱۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امہات المومنین میں سب سے پہلے ان کی وفات ہوئی۔ یہ پیشین گوئی رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں بھی کی تھی۔

طبقات ابن سعد میں زہری نے سالم سے اور انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

((اَطْوَلُكُنَّ بَاعًا اَسْرَعُكُنَّ لُحُوْقًا بِيْ فَكُنَّ يَتَطَا وَلْنَ اِلَى الشَّيْءِ وَاِنَّمَا عَنٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِذَالِكَ الصَّنْعَةَ وَكَانَتْ زَيْنَبُ امْرَءَةً صَنِعًا فَكَانَتْ تَتَصَدَّقُ بِهٖ فَكَانَتْ اَسْرَعَ نِسَاءِهٖ لُحُوْقًا بِهٖ)) ①

''تم میں سے جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے وہ جلدی مجھے آ ملے گی۔ وہ اپنے ہاتھوں کی لمبائی ناپا کرتی تھیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے مراد کاریگری لی تھا اور زینب کاریگر تھیں اور وہ کمائی اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا کرتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کی تمام بیویوں سے پہلے وہی فوت ہوئیں اور آپ کے پاس جا پہنچیں۔''

ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے یہ وصیت کی کہ میرا جنازہ رسول اللہ ﷺ کی چارپائی پر لے جایا جائے اور چارپائی پر کپڑا ڈال دیا جائے اور جنازے میں آگ لے کر نہ چلا جائے۔ ②

جب وہ فوت ہوگئیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ اندر میت کے پاس صرف سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے رشتہ دار جائیں۔ ③

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اے امیر المؤمنین! کیا ہم اس طرح نہ کریں جیسے حبشہ میں لوگ اپنی عورتوں کی میت تیار کرتے ہیں پھر انھوں نے ایک تابوت سا بنایا اور اس پر کپڑا ڈال دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا یہ طریقہ اچھا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پہلی خاتون ہیں جن کی میت کو اس طرح ڈھانپا گیا پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کرنے والے کو حکم دیا تو اس نے یہ اعلان کیا: اپنی ماں کی میت کو اٹھاؤ۔

جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر جنت البقیع میں لایا گیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قبر کے پاس کھڑے ہوئے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا:

① طبقات ابن سعد (۸/ ۱۰۸)۔ ② طبقات ابن سعد (۸/ ۱۰۹)۔

③ تفسیر القرطبی (۱۴/ ۲۳۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب یہ خاتون بیمار ہوئیں تو میں نے ازواج مطہرات سے کہا: تم میں سے کون ان کی تیمارداری کرے گی؟ سب نے کہا: ہم سب! اور انھوں نے واقعی سچ کر دکھایا۔ جب یہ خاتون فوت ہو گئیں تو میں نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ ان کو غسل کون دے گی، خوشبو کون لگائے گی اور کفن کون دے گی؟ انھوں نے کہا: ہم سب! اور انھوں نے واقعی سچ کر دکھایا۔

پھر میں نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ ان کو قبر میں کون اتارے گا؟ انھوں نے کہا کہ اس کو قبر میں وہی اتارے گا جو زندگی میں ان کے پاس آتے رہے ہیں یعنی ان کے محرم، میں نے دیکھا کہ واقعی انھوں نے اس کو سچ کر دکھایا۔ لوگو! اب یہاں سے الگ ہو جاؤ۔ انھیں قبر سے دور ہٹا دیا، پھر ان کی میت کو ان کے گھر والوں میں سے دو اشخاص نے قبر میں اتارا۔ [1]

عبدالرحمٰن بن ابی ابزیٰ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں، قبر میں داخل ہونا چاہا تو ازواج مطہرات نے پیغام بھیجا کہ آپ قبر میں داخل نہیں ہو سکتے، ان کی قبر میں صرف وہ اتر سکتا ہے جو ان کی زندگی میں انھیں دیکھ سکتا تھا یعنی ان کے محرم ان کے بھتیجے یا بھانجے اتر سکتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ جنت البقیع میں خیمہ تان دیا جائے کیونکہ اس دن گرمی بہت زیادہ تھی۔ سیدنا عمر اور کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے محمد بن عبداللہ بن جحش، اسامہ بن زید، عبداللہ بن ابی احمد بن جحش، محمد بن طلحہ بن عبیداللہ یعنی ان کی بہن حمنہ کے بیٹے، ان سب کو حکم دیا۔ یہ لوگ ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی قبر میں اترے کیونکہ یہ سب ان کے محرم تھے۔

یہ ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی سیرت کی ایک جھلک ہے جو میں نے اس اہل بیت کے معطر تذکرے کے ضمن میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آلائش سے خوب اچھی طرح پاک کر دیا۔

اللہ ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے راضی ہو اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہوں۔ اللہ جنت ان کا ٹھکانا بنائے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں بھی اہل بیت کا ساتھ نصیب کر دے اور قیامت کے دن ہمیں ان لوگوں کے ساتھ اٹھائے جن پر اس نے انعام کیا اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کرے۔ (آمین!)

بے شک وہ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

[1] طبقات ابن سعد (۱/ ۱۱۱)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8

خواتین اہل بیت

ام المومنین سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ زوجہ مطہرہ کی پرنور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

- عالم، فاضل اور سردار خواتین میں سے ایک عالمہ، فاضلہ اور سیدہ خاتون۔
- جو اپنی قوم کے لیے سب لوگوں سے بڑھ کر باعث برکت تھیں۔
- دانشور، عقلمند، فرمانبردار، ذکر الٰہی کی خوگر، شکر گزار، تقویٰ شعار اور صاف شفاف دل سے آراستہ جلیل القدر خاتون تھیں۔
- حدیث نبوی کی صاحب علم راویہ تھیں۔ ان سے مروی احادیث کو حدیث کی مشہور چھ کتابوں میں نقل کیا گیا۔
- ۵۰ ہجری میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی اور ان کو مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نابغہ روز گار شخصیت

سیدہ جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار مصطلقیہ رضی اللہ عنہا [1] اپنے باپ پر بڑا فخر کیا کرتی تھیں کیونکہ وہ اپنی قوم کا سردار تھا۔ انھوں نے اپنے باپ سردار قوم کے زیر سایہ عزت اور سرداری کے ماحول میں پرورش پائی۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اعلیٰ خاندانی گھرانوں میں پرورش پانے والے بیٹوں اور بیٹیوں کی اٹھان کچھ نرالے ہی انداز سے ہوتی ہے۔

جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی نوعمری ہی میں مسافع بن صفوان سے شادی ہوگئی جو خزاعہ قبیلہ کا ایک نوجوان تھا اور جس کی جڑ بنو مصطلق سے جا ملتی تھی۔ چھوٹی عمر ہی میں ان کی شادی اس نوجوان سے طے پا گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچپن ہی میں بہت سی خوبیوں سے آراستہ کر دیا۔ عمدہ اخلاق، سلیقہ شعاری اور فہم و فراست جیسی بے شمار خوبیوں نے انھیں خواتین کی سردار کے مقام پر فائز کر دیا تھا۔ انہی دل پذیر خوبیوں کی وجہ سے سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کو امہات المومنین کی فہرست میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اور یہ اہل بیت کی ان خواتین میں شامل ہوگئیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آلائش سے پاک کر دیا تھا۔ لیکن سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات کی لڑی میں کیسے پروئی گئیں اور نادر ہار کا موتی کیسے بنیں؟ امہات المومنین طاہرات کی فہرست میں کیسے شامل ہوئیں؟ آیئے! اب ہم آئندہ صفحات میں اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

---

[1] مسند احمد (٦/ ٣٢٤، ٤٣٩)، المعارف (١٣٨، ١٣٩)، طبقات ابن سعد (٨/ ١١٦، ١٢٠)، الاستیعاب (٤/ ٢٥١، ٢٥٤)، الاصابة (٤/ ٢٥٧، ٢٥٨)، اسد الغابة (٦/ ٨٥، ٥٨)، مستدرك حاكم (٤/ ٢٥، ٢٨)، تاریخ الاسلام للذهبی (ص١٨٩، ١٩١)، العبد ١/ ٧، ٦١)، مجمع الزوائد (٩/ ٢٥٠)، تهذیب التهذیب (١٢/ ٤٠٧)، شذرات الذهب (١/ ٢٥٧)، مسند ابو یعلی (١٣/ ٣٣، ٤١)۔ سیر اعلام النبلاء (٢/ ٢٦١، ٢٦٥)، كنز العمال (١٣/ ٧٠٦)، صفة الصفوة (٢/ ٤٩)، عیون الاثر (٢/ ٣٨٣، ٣٨٤)، زاد المعاد (١/ ١٠٩، ١١٤، ٤١٨)، دلائل النبوة للبیهقی (٤/ ٤٧، ٤٨، ٥٠، ٥١)، البداية والنهاية (٨/ ٤٩)، حیاة الصحابة (٢/ ٤١٥، ٤١٨)، سنن ابوداؤد :ح (٣٩٣١)، مسلم (٢٧٢٦)

www.KitaboSunnat.com

نور کا آغاز اور ہدایت کے خوشگوار جھونکے

اسلام کا نور دنیا پر پھیل گیا اور اسلام کی کرنیں جزیرۃ العرب پر ضیا پاشیاں کرنے لگیں لیکن بنومصطلق اپنی جاہلیت کی بنا پر خواب خرگوش میں مبتلا تھے۔ وہ اپنے سردار حارث بن ابی ضرار کے رحم وکرم پر تھے۔ ان کے کانوں پر ان جنگی خبروں نے پردے ڈال رکھے تھے جو مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان برپا تھیں اور ادھر ادھر سے انھیں اپنی فتح کی نوید سنائی دے رہی تھی۔ جس کی وجہ سے ان کے بیمار دلوں میں بناوٹی جوش و جذبہ انگڑائی لے رہا تھا۔

قبیلہ بنومصطلق کی جزیرۃ العرب میں حیثیت جھاگ کی مانند تھی، اور رعب و دبدبہ ان پر غالب آ چکا تھا۔ ان کو ہر وقت اس بات کا اندیشہ لگا رہتا کہ ہمیں اپنے الگ تھلگ رہنے اور کنارہ کشی اختیار کرنے کی وجہ سے کسی نہ کسی وقت کوئی خطرناک مصیبت اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور ایک نہ ایک دن توحید پرست مجاہدین کے لشکر ان کا کام تمام کر دیں گے اور وہ اپنی غفلت، سستی اور کاہلی کی وجہ سے ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔

شیطان نے دھیرے دھیرے ان کے دلوں میں جگہ بنانی شروع کی، ان سے اٹھکیلیاں کرنے لگا، اور انھیں طفل تسلیاں دینے لگا کہ وہ تو بڑے طاقت ور ہیں اور ان کی بہادری کے کیا کہنے! اس لیے انھوں نے تاریخ انسانی کے عظیم قائد سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی قیادت میں لشکر اسلام کے ساتھ مقابلہ آرائی کی ٹھان لی۔ انھوں نے مقدور بھر تیاری کی۔ اس کے لیے افرادی قوت، اسلحہ اور دیگر حربی ساز و سامان اکٹھا کیا تاکہ لشکر اسلام کا بھرپور مقابلہ کیا جا سکے۔

وہ اپنے سربراہ کی قیادت میں ان افراد کو لے کر آگے بڑھے جنہیں اپنے زور بازو پر بڑا ناز تھا۔ انھوں نے گھسے پٹے قبائل اور گمنام خاندانوں کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے ساتھ ملا لیا تھا۔ وہ اپنے تئیں اس ہولناک سیلاب کے سامنے بند باندھنا چاہتے تھے جس نے تمام جاہلی اور بت پرستانہ طاقتوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا دیا تھا، اپنی دعوت کے راستے سے ہر رکاوٹ کو ہٹا دیا تھا اور اپنے پیغام کی تبلیغ سے دنیا کو روشن کر دیا تھا، اور وہ پیغام حق و عدل اور نور ہدایت پر مبنی تھا۔

حکمت نبویہ

جو کچھ جزیرۃ العرب میں چکر چل رہا تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مسلسل اس کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا ازدواجی خاکہ

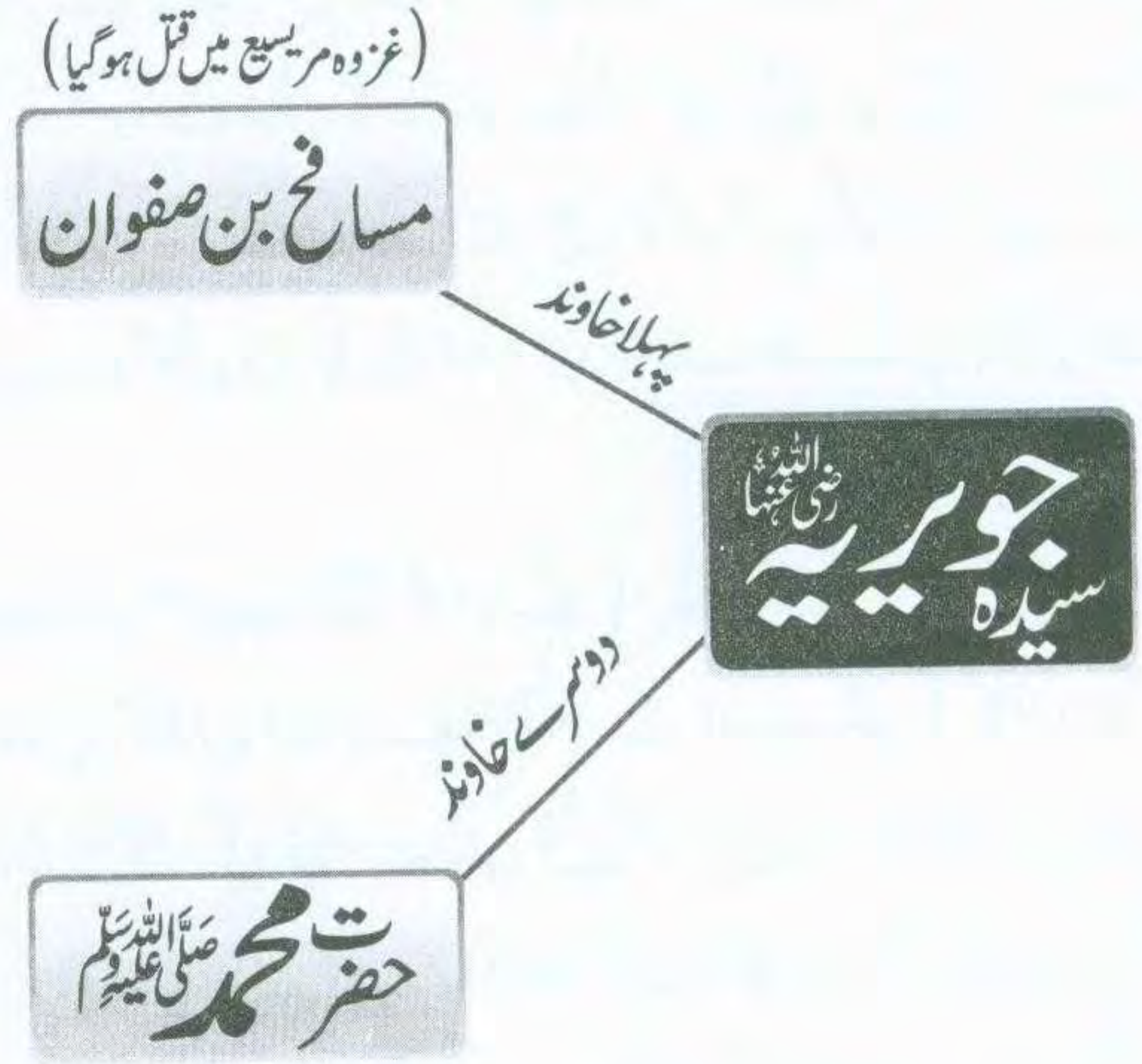

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بنو مصطلق سے تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ رکھا۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی مسافع بن صفوان سے ہوئی وہ غزوہ مریسیع میں قتل ہوا۔اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ